روحانی خزائن

تصنیفات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السّلام

جلد ۴

اَلْحق مباحثہ لدھیانہ ۔ اَلْحق مباحثہ دہلی

آسمانی فیصلہ ۔ نشانِ آسمانی

دیباچہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بابرکت تصانیف اس سے قبل رُوحانی خزائن کے نام سے ایک سیٹ کی صورت میں طبع ہو چکی ہیں لیکن ایک عرصہ سے نایاب ہونے کی وجہ سے اس بات کی شدّت سے ضرورت محسوس کی جارہی تھی کہ اس رُوحانی مائدہ کو دوبارہ شائع کر کے تشنہ روحوں کی سیرابی کا سامان کیا جائے ۔ اللہ تعالیٰ کا بیحد احسان ہے کہ اسکی دی ہوئی توفیق سے خلافت رابعہ کے بابرکت دور میں اب ان کتب کو دوبارہ سیٹ کی صورت میں شائع کیا جارہا ہے ۔ یہ کتب اکثر چونکہ اُردو زبان میں ہیں اور اُردو دان طبقہ کی اکثریت پاکستان میں ہے اس لئے مناسب تو یہ تھا کہ ان کتب کی اشاعت بھی پاکستان میں ہوتی ۔ لیکن ناگزیر مشکلات کی وجہ سے مجبوراً بیرون پاکستان سے ہی ان کی اشاعت کا فیصلہ کرنا پڑا ۔

اس ایڈیشن کے سلسلہ میں چند امور قابل ذکر ہیں ۔

ا ۔ قرآنی آیات کے حوالے موجودہ طرز پر (نام سورۃ : نمبر آیت) نیچے حاشیہ میں دیئے گئے ہیں ۔

ب ۔ سابقہ ایڈیشن سے محض کتابت کی غلطیوں کی تصیح کی گئی ہے ۔

ج ۔ ہاتھ سے لکھی ہوئی انگریزی عبارات کو صاف TYPE میں پیش کیا گیا ہے ۔

خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ سعید روحوں کو اُن رُوحانی خزائن کے ذریعہ راہِ ہدایت نصیب فرمائے اور ہماری حقیر کوششوں کو قبولیت بخشے ۔ آمین

خاکسار

الناشر

۲۰ نومبر ۱۹۸۴ء

مبارک احمد ساقی ایڈیشنل ناظر اشاعت

روحانی خزائن کی یہ جلد چہارم ہے جو "الحق مباحثہ لدھیانہ" اور "الحق مباحثہ دہلی" اور "آسمانی فیصلہ" اور "نشان آسمانی" پر مشتمل ہے۔

مباحثہ لدھیانہ جولائی ۱۸۹۱ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ابوسعید مولوی محمد حسین بٹالوی کے اور مباحثہ دہلی اکتوبر ۱۸۹۱ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور مولوی محمد بشیر صاحب سہسوانی ثم بھوپالی کے مابین ہوا۔ ماہ نومبر ۱۸۹۱ء میں جناب مولوی محمد احسن صاحب امروہی اور مولوی محمد بشیر صاحب بھوپالی کے مابین اس مباحثہ سے متعلق جو تحریری مراسلت ہوئی اور الحق میں طبع شدہ ہے وہ ہم نے بھی اس کے موضوعِ مباحثہ سے شدید مناسبت رکھنے اور اس غرض سے کہ تا اُس زمانہ کے مولویوں کی طرز مناظرہ اور اُن کی علوم رسمیہ سے وابستگی اور علم قرآن سے بیگانگی اور بے رغبتی کا قارئین پوری طرح اندازہ کر سکیں اصل مباحثہ کے ساتھ شائع کر دی ہے۔

تیسری کتاب رسالہ "آسمانی فیصلہ" ہے جو جنوری ۱۸۹۲ء میں شائع ہوئی۔ چوتھی "نشان آسمانی" ہے جو حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مئی ۱۸۹۲ء میں تحریر فرمائی اور جون ۱۸۹۲ء میں شائع ہوئی۔

مناظرات ومباحثات

مناظرات ومباحثات اگر خلوص نیّت سے اور نفسانی جذبات سے علیحدہ ہو کر اور فتح و شکست کے خیال کو بالائے طاق رکھ کر محض اس مقصد کے پیش نظر کئے جائیں کہ تا حق ظاہر ہو جائے اور باطل کا پتہ لگ جائے اور حق کو اختیار اور باطل سے اجتناب کیا جائے تو ایسے مناظرات نہ صرف مفید بلکہ انسانی علمی ترقی کے لئے نہایت ضروری ہیں۔ قرآن مجید سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے انبیاء اور مامورین کو بھی بسا اوقات اپنے مخالفین سے مباحثات کرنے پڑے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنی قوم (مائدہ۔ انبیاء وصافات) اور ایک با اختیار بادشاہ

(البقرہ) اور اپنے چچا (مریم) سے مباحثہ کرنا قرآن مجید میں مذکور ہے۔ اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے فرعون اور ساحروں سے اور حضرت نوح علیہ السلام کے اپنی قوم سے مکالمات کا ذکر قرآن مجید کے متعدد مقامات میں آتا ہے انبیاء اور ماموریں کی اسی سنّت کے مطابق حضرت مسیح موعود و مہدیٔ معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اپنے مخالفین سے مناظرات کئے۔ چنانچہ اس جلد میں آپ کے دو مشہور مباحثات یعنی مباحثہ لدھیانہ اور مباحثہ دہلی شائع کئے گئے ہیں۔

مباحثہ لدھیانہ

مباحثہ لدھیانہ کی تقریب یوں پیدا ہوئی کہ جنوری ۱۸۹۱ء کو مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خط لکھا کہ مَیں نے آپ کا رسالہ "فتح اسلام" کے جب امرتسر میں چھپ رہا تھا پروف مطبع ریاض ہند سے منگوا کر دیکھا اور پڑھوا کر سُنا۔ پھر اُس سے عبارات نقل کر کے دریافت کیا کہ آپ نے اِس میں یہ دعویٰ کیا ہے "مسیح موعود جن کے قیامت سے پہلے آنے کا خدا تعالیٰ نے اپنی کلام مجید میں اشارۃً اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کلام مبارک میں جو صحاح میں موجود ہے صراحتاً وعدہ دیا ہے۔ وہ آپ ہی ہیں۔ جو مسیح ابن مریم کے مثیل کہلاتے ہیں۔ نہ وہ مسیح ابن مریم جن کو عام اہلِ اسلام مسیح موعود سمجھتے ہیں۔ مسیح ابن مریم کو مسیح موعود سمجھنے میں عام اہلِ اسلام نے غلطی کی ہے اور دھوکا کھایا ہے اور اُن احادیث کو جو مسیح موعود کی نسبت صحاح میں وارد ہیں غور سے نہیں دیکھا۔"

پھر لکھا کہ:۔ "آیا اس دعویٰ سے آپ کی یہی مراد ہے۔ ہاں یا نہ میں جواب دیں۔"

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۵ر فروری ۱۸۹۱ء کو جواباً لکھا:۔

"آپ کے استفسار کے جواب میں صرف "ہاں" کافی سمجھتا ہوں۔"

پھر ۱۱ر فروری کو مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے خط کا جواب دیتے ہوئے لکھا:۔

"آپ اگر اس دعویٰ میں حضرت خضر کی طرح معذور ہیں تو مَیں اِس کے انکار اور خلاف میں حضرت موسیٰؑ کی طرح مجبور ہوں۔ آپ کے رسائل توضیح المرام اور ازالۃ الاوہام میرے خلاف کو نہیں روکیں گے مجھے یقین ہے کہ نقلی یا عقلی دلائل سے آپ اور آپ کے حواریین آپ کا مسیح موعود ہونا ثابت نہ کر سکیں گے۔"

حضورؑ نے اِس خط کا جواب دیتے ہوئے تحریر فرمایا:۔

"حضرت موسیٰؑ کی جو آپ نے مثل لکھی ہے۔ اشارۃ النص پایا جاتا ہے کہ ایسا نہیں کرنا چاہیئے جیسا کہ موسیٰؑ نے کیا۔ اِس قصّے کو قرآن شریف میں بیان کرنے سے غرض بھی یہی ہے کہ تا آئندہ حق کے طالب معارفِ روحانیہ اور عجائباتِ مخفیہ کے کھلنے کے شائق رہیں۔ حضرت موسیٰؑ کی طرح

جلدی نہ کریں۔"

۱۶ر فروری ۱۸۹۱ء کو مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے اپنے خط میں رسالہ توضیح مرام کے موصول ہونے کا ذکر کرکے لکھا کہ :-

"اس نے میری مخالفت رائے کو اور پختہ کر دیا ہے قیاس مقتضی ہے کہ ایسا ہی ازالۃ الاوہام ہوگا۔"

۲۱ر فروری کو حضور علیہ السلام نے اس خط کا جواب دیتے ہوئے ۵ر فروری ۱۸۸۸ء کی قلمی یادداشت سے اس خواب کا ذکر کیا کہ :-

"مَیں نے خواب میں دیکھا کہ مولوی محمد حسین صاحب نے کسی امر میں مخالفت کرکے کوئی تحریر چھپوائی ہے اور اُس کی سُرخی میری نسبت "کمینہ" رکھی ہے۔ معلوم نہیں اس کے کیا معنے ہیں اور مَیں نے وہ تحریر پڑھ کر کہا ہے کہ آپ کو مَیں نے منع کیا تھا۔ پھر آپ نے کیوں ایسا مضمون چھپوایا۔ هٰذَا مَا رَأَيْتُ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِتَاْوِيْلِهٖ -

چونکہ حتی الوسع خواب کی تصدیق کے لئے کوشش مسنون ہے۔ اس لئے مَیں آنمکرم کو منع بھی کرتا ہوں کہ آپ اس ارادہ سے دستکش رہیں۔ خدا تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ مَیں اپنے دعویٰ میں صادق ہوں اور اگر صادق نہیں تو پھر ان یك كاذباً کی تہدید پیش آنے والی ہے۔"

پھر ۲۴ر فروری ۱۸۹۱ء کے خط میں مولوی محمد حسین بٹالوی نے لکھا :-

"آخیر میں مَیں بھی آپ کو نصیحت کرتا ہوں (جیسے کہ آپنے مجھے نصیحت کی ہے) کہ آپ اس دعویٰ سے کہ مَیں مسیح موعود ہوں عیسیٰ ابن مریم موعود نہیں ہے دستکش ہو جائیں - یہ امر آسمانی نہیں ہے اور نہ یہ الہام رحمانی ہے۔ اس دعویٔ الہام میں اگر آپ سچے ہونگے تو پھر بخاری ومسلم وغیرہ کتب صحاح مہمل و بے کار ہو جائیں گی بلکہ دین اسلام کے اکثر اصول و امہاتِ مسائل بے کار ہو جائیں گے۔"

اس خط کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کوئی جواب نہ دیا اور ۳ر مارچ کو قادیان سے لدھیانہ تشریف لے گئے۔

پھر ۶ر مارچ کو مولوی صاحب نے حضورؑ کو لکھا کہ "حافظ محمد یوسف صاحب نے لکھا تھا کہ آپ ۸ر مارچ ۱۸۹۱ء کو لاہور میں آکر ایک مجلس علماء میں گفتگو کرینگے۔ آج معلوم ہؤا کہ آپ ماہ اپریل میں مجمع کرنا چاہتے ہیں۔ میں آپ کو اطلاع دیتا ہوں کہ ماہ اپریل میں مَیں ہندوستان میں ہونگا۔ لہٰذا آپ گفتگو کرنا چاہتے ہیں تو ابھی کریں۔ ورنہ ہم لوگ جو ارادہ رکھتے ہیں وہ آپ پر ظاہر کر چکے ہیں۔"

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۸ر مارچ ۱۸۹۱ء کو لدھیانہ سے اس خط کا جواب دیا اور یہ ذکر کرکے کہ بظاہر مجھے گفتگو میں کچھ فائدہ معلوم نہیں دیتا مجمع علماء کے انعقاد کیلئے چند شرائط تحریر فرمائیں مثلاً یہ کہ مجلس صرف چند مولوی صاحبوں میں محدود نہ ہو اور بحث محض اظہاراً للحق ہو اور تحریری ہو اور اس مجمع بحث میں وہ الہامی گروہ بھی ضرور شامل ہو جنہوں نے اپنے الہامات کے ذریعہ سے اس عاجز کو جہنمی ٹھہرایا ہے اور ایسا کافر جو ہدایت پذیر نہیں ہو سکتا۔ اور مباہلہ کی درخواست کی ہے۔ الہام کی رُو سے کافر و ملحد ٹھہرانیوالے تو میاں عبدالرحمٰن صاحب لکھو کے ہیں اور جہنمی ٹھہرانے والے میاں عبدالحق غزنوی ہیں جن کے الہامات کے مصدق دپیرو میاں مولوی عبدالجبار ہیں سو ان تینوں کا جلسۂ بحث میں حاضر ہونا ضروری ہے تاکہ مباہلہ کا بھی ساتھ ہی تصفیہ طے ہو جائے وغیرہ۔

اگر آپ ہندوستان کی طرف سفر کرنا چاہتے ہیں تو لدھیانہ راہ میں ہے کیا بہتر نہیں کہ لدھیانہ میں ہی یہ مجلس قرار پائے۔ ورنہ جس جگہ غزنوی صاحبان اور مولوی عبدالرحمٰن (اس عاجز کو ملحد اور کافر قرار دینے والے) یہ جلسہ منعقد ہونا مناسب سمجھیں تو اس جگہ یہ عاجز حاضر ہو سکتا ہے۔

مکرر یہ کہ ۲۳ر مارچ ۱۸۹۱ء تاریخ جلسہ مقرر ہو گئی ہے اور یہ قرار پایا ہے کہ بمقام امرتسر جلسہ ہو۔"

۹ر مارچ ۱۸۹۱ء کو مولوی محمد حسین صاحب نے لکھا :۔

"کہ تجویز مجمع علماء کی تحریک میری طرف سے نہیں ہوئی۔ لہذا مَیں اِن شرائط کا ذمہ دار نہیں ہو سکتا جو میری ذات خاص سے متعلق نہ ہوں۔"

یہ خط و کتابت کا سلسلہ ۳۱ر مارچ تک جاری رہا۔ مولوی محمد حسین صاحب لکھتے ہیں کہ :۔

"۲۹ر مارچ ۱۸۹۱ء کو لدھیانہ سے ایک خط پہنچا جو نہ تو مرزا صاحب کے قلم کا لکھا ہوا تھا اور نہ اس پر مرزا صاحب کا دستخط ثبت تھا اور اس کے ساتھ مرزا صاحب کا وہ اشتہار پہنچا جو ۲۶ر مارچ ۱۸۹۱ء کو انہوں نے شائع کیا تھا۔"

اِس خط پر مولوی صاحب مذکور نے یہ لکھکر واپس کر دیا کہ :۔

"اِس خط پر مرزا صاحب کا دستخط نہیں ہے لہذا واپس ہے۔"

یکم اپریل کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ لکھ کر کہ "اس عاجز کی منشاء کے موافق ہے" اُسے پھر مولوی محمد حسین صاحب کو واپس بھیجدیا۔ جس کے جواب میں مولوی صاحب نے لکھا کہ

"اس خط اور اس اشتہار (مؤرخہ ۲۶ر مارچ) سے آپ نے دوستانہ اور برادرانہ تعلقات کو قطع کر دیا ہے اور مخاصمانہ مباحثہ کی بناء کو قائم و مستحکم کر دیا۔ لہذا ہم بھی آپ سے دوستانہ

دبرادرانہ بحث بلکہ پرائیویٹ ملاقات تک نہیں چاہتے ۔ اور مخاصمانہ مباحثہ کے لئے حاضر و مستعد ہیں[۵]۔"

اس کے بعد مولوی صاحب نے "اشاعۃ السنہ" میں یہ ذکر کرکے کہ اب "اشاعۃ السنہ" صرف آپ کے دعاوی کا ردّ شائع کرے گا اور آپ کی جماعت کو تتر بتر کرنے کی کوشش کریگا اور یہ کہ "اشاعۃ السنہ" کا ریویو براہین آپ کو امکانی ولی و ملہم نہ بناتا تو آپ تمام مسلمانوں کی نظر میں بے اعتبار ہو جاتے اور یہ کہ اسی نے آپ کو حامیٔ اسلام منار کھا تھا، لکھا :-

" لہٰذا اسی (اشاعۃ السنہ) کا فرض اور اس کے ذمہ یہ ایک فرض تھا کہ اُس نے جیسا کہ اسکو دعاویٔ قدیمہ کی نظر سے آسمان پر چڑھایا تھا ویسا ہی ان دعاویٔ جدیدہ کی نظر سے اس کو زمین پر گرا دے اور تلافیٔ مافات عمل میں لاوے اور جب تک یہ تلافی پوری نہ ہو لے تب تک بلا ضرورتِ شدید کسی دوسرے مضمون سے تعرض نہ کرے[۶]۔"

حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضؓ سے گفتگو

اس کے بعد لاہور کے چند احباب کی خواہش پر حضرت مولوی حکیم نورالدین رضی اللہ عنہ ۱۳ راپریل کو لاہور پہنچے اور منشی امیرالدین صاحب کے مکان پر فروکش ہوئے۔ ۱۴ راپریل کی صبح کو مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کو بھی بلایا گیا ۔ جب وہ تشریف لائے تو محمد یوسف صاحب نے فرمایا کہ آپ کو

" اس غرض سے بلایا ہے کہ آپ مرزا صاحب کے متعلق حکیم صاحب سے گفتگو کریں۔"

مولوی محمد حسین صاحب نے کہا کہ قبل از بحث مقصود چند اصول آپ سے تسلیم کرانا چاہتا ہوں ۔ اور ان اصول سے متعلق گفتگو ہوئی ۔ گفتگو کے بعد اپنے طور پر ان دوستوں نے آپ سے وفات و حیات مسیحؑ اور یہ کہ حضرت عیسٰیؑ صلیب پر نہیں مرے تھے وغیرہ امور سے متعلق باتیں سُنیں اور چونکہ آپ کو واپس جانا ضروری تھا اس لئے آپ لاہور بلانے والوں سے اجازت لے کر واپس لدھیانہ پہنچ گئے (اس کی تفصیلی رپورٹ ضمیمہ پنجاب گزٹ مؤرخہ ۲۵ راپریل ۱۸۹۱ء میں درج ہے)

۱۵ راپریل کو مولوی محمد حسین صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس مضمون کا تار دیا:-

" تمہارے ڈیسایپل (حواری) نورالدین نے مباحثہ شروع کیا اور بھاگ گیا۔ اس کو واپس کریں یا خود آویں ورنہ یہ متصوّر ہو گا کہ اس نے شکست کھائی[۷]۔"

---

۵ اشاعۃ السنہ جلد ۱۲ صفحہ ۱۲ — ۶ اشاعۃ السنہ جلد ۱۳ صفحہ ۳-۱ صفحہ ۱۳ — ۷ اشاعۃ السنہ نمبر ۲ جلد ۱۳ صفحہ ۴۹

اس تار کے جواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۶ ر اپریل کو ایک خط لکھا اور ایک خاص آدمی کے ذریعہ مولوی محمد حسین صاحب کو لاہور پہنچایا - اس خط میں آپ نے تحریر فرمایا :-

" اے عزیز شکست اور فتح خدا تعالےٰ کے ہاتھ میں ہے جس کو چاہتا ہے فتحمند کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے شکست دیتا ہے - کون جانتا ہے کہ واقعی طور پر فتحمند کون ہونے والا ہے اور شکست کھانے والا کون ہے - جو آسمان پر قرار پاگیا ہے وہی زمین پر ہوگا گو دیر سے سہی -"

پھر لاہور کی گفتگو سے متعلق لکھا :-

" اصل بات یہ تھی کہ حافظ محمد یوسف صاحب نے مولوی صاحب ممدوح کی خدمت میں خط لکھا تھا کہ مولوی عبدالرحمٰن اس جگہ آئے ہوئے ہیں - ہم نے اُن کو دو تین روز کے لئے ٹھیرا لیا ہے تا اُن کے روبرو ہم بعض شبہات آپ سے دُور کرالیں - اور یہ بھی لکھا کہ ہم اس مجلس میں مولوی محمد حسین صاحب کو بھی بُلا لیں گے - چنانچہ مولوی صاحب موصوف حافظ صاحب کے اصرار کی وجہ سے لاہور پہنچے اور منشی امیرالدین صاحب کے مکان پر اُترے اور اس تقریب پر حافظ صاحب نے اپنی طرف سے آپ کو بھی بُلا لیا تب مولوی عبدالرحمٰن صاحب تو عین تذکرہ میں اُٹھ کر چلے گئے اور جن صاحبوں نے مولوی صاحب کو بلوایا تھا انہوں نے مولوی صاحب کے آگے بیان کیا کہ ہمیں مولوی محمد حسین صاحب کا طریق بحث پسند نہیں آیا - یہ سلسلہ تو دو برس تک ختم نہیں ہوگا - آپ خود ہمارے سوالات کا جواب دیجیئے - ہم مولوی محمد حسین صاحب کے آنے کی ضرورت نہیں دیکھتے اور نہ انہوں نے آپ کو بلایا ہے - تب جو کچھ ان لوگوں نے پوچھا مولوی صاحب موصوف نے بخوبی اُنکی تسلّی کردی - پھر بانشراح صدر حافظ محمد یوسف صاحب و منشی عبدالحق صاحب و منشی الٰہی بخش صاحب و منشی امیردین صاحب اور مرزا امان اللہ صاحب نے کہا - ہماری تسلّی ہوگئی اور شکریہ ادا کیا - اور کہا بلا حرج تشریف لے جائیے - جب بلانیوالوں نے کہا ہم مولوی محمد حسین صاحب کو بلانا نہیں چاہتے ہماری تسلّی ہوگئی تو آپ سے کیوں اجازت مانگتے -

اگر آپ کی یہ خواہش ہے کہ بحث ہونی چاہیئے جیسا کہ آپ اپنے رسالہ میں تحریر فرماتے ہیں تو یہ عاجز بسروچشم حاضر ہے مگر صرف تحریری بحث ہونی چاہیئے - اور

پرچے صرف دو ہونگے اور موضوع مباحثہ یہ ہوگا کہ مَیں مثیلِ مسیح ہوں اور یہ کہ حضرت مسیح ابن مریم وفات پاچکے ہیں ۔"

مولوی محمد حسین صاحب نے اپنے خط میں دونوں شرطیں منظور کرتے ہوئے اپنی طرف سے دو شرطیں بڑھا دیں جن میں سے ایک یہ تھی کہ " مَیں قبل از مباحثہ چند اصول کی تمہید کردوں اور آپ سے ان کو تسلیم کراؤں" اور یہ کہ آپ اپنے دعاوی جدیدہ کے جملہ دلائل درج کرکے مجھے بھیجیں ۔

اِس خط کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مدلل اور مفصل جواب لکھا ۔لیکن یہ مجوزہ مباحثہ بھی نہ ہو سکا[1]۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۳۰ مئی کو اشتہار شائع کیا جس میں علماء کو مباحثہ کے لئے دعوت دی اور اس میں مولوی محمد حسن صاحب رئیس لدھیانہ کو بھی مخاطب کیا اور لکھا کہ اگر آپ چاہیں تو بذاتِ خود بحث کریں اور چاہیں تو اپنی طرف سے مولوی ابو سعید محمد حسین کو بحث کیلئے وکیل مقرر کریں

مباحثہ لدھیانہ

اِس اشتہار کے شائع ہونے کے بعد مولوی محمد حسن صاحب رئیس لدھیانہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے درمیان مباحثہ کے لیے خط وکتابت ہوئی ۔موضوع مباحثہ سے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا کہ

" امر مبحوث عنہ وفات وحیات مسیح ہوگا کیونکہ اِس عاجز کا دعویٰ اِسی بناء پر ہے جب بناء ٹوٹ جاویگی تو یہ دعویٰ خود ٹوٹ جاویگا ۔"

مولوی محمد حسن صاحب نے حسب مشورہ مولوی محمد حسین بٹالوی یہ جواب دیا کہ

" آپ کے اشتہار میں وفات مسیح اور اپنے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ پایا جاتا ہے لہذا مَیں یہ چاہتا ہوں کہ پہلے آپ کے مسیح موعود ہونے میں بحث ہو ۔ پھر حضرت ابن مریم کے فوت ہونے میں ۔"

حضرت اقدس علیہ السلام نے جواباً تحریر فرمایا کہ

" اصل امر اس بحث میں جناب مسیح ابن مریم کی وفات یا حیات ہے اور میرے الہام میں بھی یہی اصل قرار دیا گیا ہے کہ " مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہوچکا ہے اور

---

[1] اشاعۃ السنہ عـ۳ جلد ۱۳ ۔

اور اُس کے رنگ میں ہو کر وعدہ کے موافق تُو آیا ہے۔"

سو پہلا اور اصل امر الہام میں بھی یہی ٹھیرایا گیا ہے کہ مسیح ابن مریم فوت ہو چکا ہے اب ظاہر ہے کہ اگر آپ حضرت مسیحؑ کا زندہ ہونا ثابت کر دیں گے تو جیسا کہ پہلا فقرہ الہام اس سے باطل ہو گا ایسا ہی دوسرا فقرہ بھی باطل ہو جائیگا۔ کیونکہ خدا تعالےٰ نے میرے دعویٰ کی شرط صحت مسیحؑ کا فوت ہونا بیان فرمایا ہے۔

مَیں اقرار کرتا ہوں اور حلفاً کہتا ہوں کہ اگر آپ مسیحؑ کا زندہ ہونا ثابت کر دینگے تو مَیں اپنے دعوٰی سے دست بردار ہو جاؤنگا اور الہام کو شیطانی القا سمجھ لونگا۔ اور توبہ کروں گا۔[۱]"

اِس کے بعد بھی شرائط سے متعلق خط وکتابت ہوتی رہی اور مولوی محمد حسین صاحب نے یہ شرط بھی ضروری ٹھیرائی کہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی گفتگو سے پہلے چند اصول آپ سے تسلیم کرائیں گے۔ چنانچہ ۲۰ر جولائی ۱۸۹۱ء کو مباحثہ شروع ہوا اور بارہ دن تک جاری رہا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آخری پرچہ ۲۹ر جولائی کو سُنانا تھا۔ جس کی اطلاع مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کو بھی کی گئی۔ لیکن اُن کے کہنے پر ۳۱ر مارچ کو سُنایا گیا جس پر یہ مباحثہ ختم ہوا۔

موضوع مباحثہ

یہ مباحثہ انہیں تمہیدی امور پر ہوتا رہا جو مولوی محمد حسین صاحب منوانا چاہتے تھے۔ اور اصل موضوع حیات و وفاتِ مسیحؑ پر بحث سے بچنے کے لئے مولوی صاحب موصوف اِن تمہیدی امور پر بحث کو طول دیتے چلے گئے۔ امر زیر بحث یہ رہا کہ حدیث کا مرتبہ بحیثیت حجت شرعیہ ہونے کے قرآن مجید کی طرح ہے یا نہیں اور یہ کہ بخاری اور مسلم کی احادیث سب کی سب صحیح ہیں اور قرآن مجید کی طرح واجب العمل ہیں یا نہیں؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بار بار یہی جواب دیا کہ میرا مذہب یہ ہے کہ کتاب اللہ مقدم اور امام ہے۔ جس امر میں حدیثِ نبویہ کے معانی جو کئے جاتے ہیں کتاب اللہ کے مخالف واقع نہ ہوں تو وہ معانی بطور حجتِ شرعیہ کے قبول کئے جائیں گے۔ لیکن جو معانی نصوصِ بیّنہ قرآنیہ سے مخالف واقع ہونگے تو ہم حتی الوسع اس کی تطبیق اور توفیق کے لئے کوشش کرینگے۔ اور

---

[۱] اشاعۃ السنہ جلد ۱۳ نمبر ۳ صفحہ ۸۴۔

اگر ایسا نہ ہو سکے تو اس حدیث کو ترک کر دیں گے۔ اور ہر مومن کا یہی مذہب ہونا چاہیئے کہ کتاب اللہ کو بلا شرط اور حدیث کو شرطی طور پر حجت شرعی قرار دیوے۔

ہمارا ضرور یہ مذہب ہونا چاہیئے کہ ہم ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول کو قرآن کریم پر عرض کریں۔ کیونکہ قرآن قول فصل۔ فرقان۔ میزان اور امام اور نور ہے۔ اس لئے جمیع اختلافات کے دُور کرنے کا آلہ ہے اور حدیث کا پایہ قرآن کریم کے پایہ اور مرتبہ کو نہیں پہنچتا۔ اکثر احادیث غایت درجہ مفید ظن ہیں اور اگر کوئی حدیث تواتر کے درجہ پر بھی ہو تاہم قرآن کریم کے تواتر سے اس کو ہرگز مساوات نہیں۔

پھر حدیثیں دو قسم کی ہیں۔ ایک وہ احادیث جو اعمال و فرائض دین پر مشتمل ہیں۔ جیسے نماز۔ حج۔ زکوٰۃ وغیرہ۔ یہ تمام اعمال روائتی طور پر نہیں بلکہ اُن کے یقینی ہونے کا موجب سلسلۂ تعامل ہے۔ پس ایسی حدیثیں جن کو سلسلہ تعامل سے قوت ملی ہے ایک مرتبہ یقین تک اور دوسری احادیث جو قصص ماضیہ یا واقعات آئندہ پر مشتمل ہیں اُن کو مرتبہ ظن سے بڑھ کر تسلیم نہیں کیا جائے گا اور یہ وہ حدیثیں ہیں جنہیں سلسلۂ تعامل سے کچھ رشتہ اور تعلق نہیں۔ ان میں سے اگر کوئی حدیث مخالف یا معارض آیت قرآن ہوگی تو وہ قابلِ ردّ ہوگی۔

مگر مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اس موقف کی تردید کرتے چلے گئے اور کہتے گئے کہ آپ نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا اور اپنا مذہب یہ بیان کیا کہ صحیحین کی تمام احادیث قطعی طور پر صحیح اور بلا وقفہ و شرط و بلا تفصیل واجب العمل والاعتقاد ہیں۔ اور مسلمانوں کو مومن بالقرآن ہونا یہی سکھاتا ہے کہ جب کسی حدیث کی صحت بقوانین روایت ثابت ہو تو اُس کو قرآن مجید کی مانند واجب العمل سمجھیں۔ جب حدیث صحیح خادم و مفسر قرآن اور وجوب عمل میں مثل قرآن ہے۔ تو پھر قرآن اس کی صحت کا حَکم و معیار و محک کیونکر ہو سکتا ہے۔ پس سُنت قرآن پر قاضی ہے اور قرآن سنت کا قاضی نہیں۔

لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اعلان فرمایا کہ

"قرآن مجید اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ کا تاج لازوال اپنے سر پر رکھتا ہے اور تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ کے وسیع اور مرتفع تخت پر جلوہ گر ہے۔"

آخری پرچہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ تحریر فرمایا کہ مولوی محمد حسین صاحب اصل موضوع مباحثہ یعنی حیات و وفات مسیحؑ سے گریز کر رہے ہیں اور نکمّی اور فضول اور بے تعلق باتوں میں وقت ضائع کیا ہے۔ اب ان تمہیدی امور میں زیادہ طول دینا ہرگز مناسب نہیں۔ ہاں اگر مولوی صاحب نفس دعویٰ میں جو مَیں نے کیا ہے بالمقابل دلائل پیش کرنے سے بحث کرنا چاہیں تو مَیں حاضر ہوں۔ اور فرمایا کہ مَیں ان کے

مقابل پر اس طرز فیصلہ کے لئے راضی ہوں کہ چالیس دن مقرر کئے جائیں اور ہر ایک فریق خدا تعالیٰ سے کوئی آسمانی خصوصیت اپنے لئے طلب کرے۔ جو شخص اس میں صادق نکلے اور بعض مغیبات کے اظہار میں خدائے تعالیٰ کی تائید اس کے شامل حال ہو جائے وہی سچا قرار دیا جائے۔

اے حاضرین اسوقت اپنے کانوں کو میری طرف متوجہ کرو کہ میں اللہ جلشانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر حضرت مولوی محمد حسین صاحب چالیس دن تک میرے مقابل پر خدا تعالیٰ کی طرف توجہ کر کے وہ آسمانی نشان یا اسرار غیب دکھلا سکیں جو میں دکھلا سکوں تو میں قبول کرتا ہوں کہ جس ہتھیار سے چاہیں مجھے ذبح کر دیں اور جو تاوان چاہیں میرے پر لگادیں۔ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اُسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔"

اس پر یہ بحث لدھیانہ ختم ہوگئی۔

مولوی نظام الدین صاحب کی بیعت

جب مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی بغرض مباحثہ لدھیانہ تشریف لائے تو ایک دن مولوی نظام الدین صاحب نے کہا کہ حضرت مسیحؑ کی زندگی پر قرآن میں کوئی آیت موجود بھی ہے۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی بولے کہ بیس آیتیں موجود ہیں۔ مولوی نظام الدین صاحب بولے کہ پھر مرزا صاحب کے پاس جاکر گفتگو کروں۔ انہوں نے کہا کہ ہاں جاؤ۔ انہوں نے جاکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عرض کیا کہ اگر قرآن شریف میں حضرت عیسیٰؑ کی حیات کی آیت موجود ہو تو مان لوگے حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ ہاں ہم مان لیں گے۔ مولوی نظام الدین صاحب بولے ایک دو نہیں اکٹھی بیس آیتیں حضرت عیسیٰؑ کی زندگی پر لا دونگا۔ حضورؑ نے فرمایا۔ تم ایک آیت ہی لا دوگے تو میں قبول اور تسلیم کر لونگا۔ اور اپنا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا چھوڑ دونگا۔ اور توبہ کرونگا۔ مگر یاد رہے کہ ایک آیت بھی حضرت عیسیٰؑ کی زندگی کی نہیں ملے گی جب انہوں نے مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی سے اس کا ذکر کیا اور کہا کہ میں مرزا کو ہرا آیا ہوں اور میں نے مرزا سے تسلیم کروا لیا ہے کہ اگر میں نے مسیحؑ کی زندگی کی آیتیں لا کر دے دیں تو وہ توبہ کرلے گا۔ پس بیس آیتیں مجھے جلد نکال کر دو۔ اس پر مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے کہا۔ تم نے حدیثیں پیش نہیں کیں۔ کہا کہ حدیثوں کا ذکر ہی نہیں مقدم قرآن شریف ہے۔ اس پر مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی گھبرا کر کھڑے ہوگئے۔ اور عمامہ سر سے اتار کر پھینک دیا اور کہا کہ "تو مرزا کو ہرا کر نہیں آیا ہمیں ہرا کر آیا ہے۔ اور ہمیں شرمندہ کیا۔ میں مدت سے مرزا صاحب کو حدیث کی طرف لا رہا ہوں اور وہ قرآن شریف کی طرف مجھے کھینچتا ہے۔ قرآن شریف میں اگر کوئی آیت مسیحؑ کی زندگی کی ہوتی تو ہم کبھی کی پیش کر دیتے۔ اسلئے

ہم حدیثوں پر زور دے رہے ہیں ۔ قرآن شریف سے ہم سرسبز نہیں ہو سکتے ۔ قرآن شریف تو مرزا کے دعویٰ کو سرسبز کرتا ہے۔[1] " مولوی نظام الدین صاحب نے کہا ۔ اگر قرآن شریف تمہارے ساتھ نہیں ہے اور وہ مرزا صاحب کے ساتھ ہے تو پھر مَیں بھی تمہارا ساتھ نہیں دے سکتا ۔ اس صورت میں مرزا صاحب کا ساتھ دونگا یہ دین کا معاملہ ہے ۔ جدھر قرآن اُدھر مَیں ۔

اِس پر مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے اپنے ساتھ والے مولوی صاحب سے مخاطب ہو کر کہا ۔ یہ نظام الدین تو کم عقل آدمی ہے اِس کو ابوہریرہ والی آیت نکال کر دکھا دو ۔ مولوی نظام الدین صاحب بولے کہ مجھے ابوہریرہ والی آیت نہیں چاہیئے ۔ مَیں تو خالص اللہ تعالیٰ کی آیت لونگا ۔ اِس پر دونوں مولویوں نے کہا اے بیوقوف آیت تو اللہ تعالیٰ کی ہے لیکن ابوہریرہ نے اُس کی تفسیر کی ہے ۔ مولوی نظام الدین صاحب نے جواب دیا ۔ مجھے تفسیر کی ضرورت نہیں ۔ مرزا صاحب کا مطالبہ تو آیتِ قرآنی کا ہے ۔ پس مجھے تو قرآن کی صریح آیت حیاتِ مسیحؑ پر چاہیئے ۔ اِس پر مولوی محمد حسین صاحب کو یقین ہو گیا کہ یہ شخص تو ہاتھ سے گیا ۔ اُن دِنوں مولوی نظام الدین صاحب مولوی محمد حسن صاحب رئیس لدھیانہ کے ہاں کھانا کھایا کرتے تھے اسلئے مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اُن سے مخاطب ہو کر بولے کہ آپ اِس کی روٹی بند کر دیں ۔ مولوی نظام الدین صاحب یہ سُنکر فوراً کھڑے ہو گئے اور ازراہ ظرافت ہاتھ جوڑ کر بولے کہ

" مولوی صاحب ! مَیں نے قرآن شریف چھوڑا روٹی مت چھڑاؤ ۔ "

اِس پر مولوی بٹالوی صاحب سخت شرمندہ ہوئے ۔ اور مولوی نظام الدین صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا ماجرا عرض کر کے کہا کہ اَب تو جدھر قرآن شریف ہے اُدھر مَیں ہوں ۔ اِس کے بعد آپ نے بیعت کر لی ۔

مباحثہ دہلی

اِن حالات میں جب ہر جگہ لوگوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف اُکسایا اور بھڑکایا جا رہا تھا ۔ حضورؑ چاہتے تھے کہ کسی بارسوخ اور با اثر عالم سے آپ کا حیات و وفاتِ مسیحؑ اور آپ کے دعوے پر مباحثہ ہو جائے تا عامۃ الناس کو حق و باطل میں امتیاز کا موقعہ مل سکے اس لئے آپ نے تمام علماء کو بذریعہ اشتہار دعوتِ مناظرہ دی ۔

مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی | مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی ضلع سہارنپور میں ایک بہت

[1] تذکرۃ المہدیؑ مؤلفہ حضرت پیر سراج الحق صاحب نعمانی ۔

بڑے عالم اور فقیہہ اور محدث خیال کئے جاتے تھے اور وہی گروہ مقلدین میں وہی مرتبہ اور مقام حاصل تھا جو مولوی سید نذیر حسین صاحب دہلوی کو اہلِ حدیث گروہ میں تھا۔ وہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے مباحثہ کرنے میں پہلو تہی کرتے رہے۔ پیر سراج الحق صاحب نعمانی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مخلص مرید تھے اور لدھیانہ میں حضور کی خدمت میں حاضر تھے اور وہ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے ہم زلف بھی تھے انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو میں مولوی رشید احمد صاحب کو لکھوں کہ وہ مباحثہ کے لئے آمادہ ہوں۔ چنانچہ پیر صاحب اور اُن کے درمیان خط و کتابت ہوئی۔ حیات و وفات مسیحؑ پر وہ بھی بحث کے لئے تیار نہ ہوئے۔ اور لکھا کہ بحث نزولِ مسیحؑ میں ہوگی اور تحریری نہیں بلکہ صرف زبانی ہوگی لکھنے یا کوئی جملہ نوٹ کرنے کی کسی کو اجازت نہیں ہوگی۔ اور حاضرین میں سے جسکے جی میں جو آویگا رفع شک کے لئے بولے گا۔ اور بحث کا مقام سہارنپور ہوگا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سہارنپور جانا بھی منظور فرما لیا اور لکھوایا کہ حفظِ امن کے لئے آپ سرکاری انتظام کرلیں جس میں کوئی یوروپین افسر ہو اور انتظام کرکے ہمیں لکھ بھیجیں۔ ہم تاریخ مقررہ پر آجائیں گے۔ تحریری مباحثہ کا جھگڑا حاضرین کی کثرت رائے پر فیصلہ کیا جائیگا۔ اگر آپ تشریف لاتے تو ہم آپ کے اخراجات اور حفظِ امن کیلئے سرکاری انتظام کے بھی ذمہ وار ہوتے۔ مولوی رشید احمد صاحب نے جواباً لکھا کہ انتظام کا میں ذمہ وار نہیں ہوسکتا۔ اس پر اُن کو دو تین خطوط اور لکھے گئے لیکن انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔

دہلی میں شیخ الکل کو مباحثہ کی دعوت

اِس کے بعد حضورؑ لدھیانہ سے واپس قادیان تشریف لے گئے۔ جب پنجاب کے علماء ایسے مباحثہ کے لئے تیار نہ ہوئے جس سے عامۃ الناس حق و باطل میں امتیاز کرسکیں تو حضورؑ نے دہلی جانیکا ارادہ فرمایا کیونکہ دہلی اُسوقت علمِ دین کے لحاظ سے ایک علمی مرکز کی حیثیت رکھتا تھا اور وہاں مولوی سیّد نذیر حسین صاحب جو علماءِ اہلحدیث کے استاد اور شیخ الکل کہلاتے تھے اور شمس العلماء مولوی عبدالحق صاحب مؤلف تفسیر حقانی وغیرہ مشہور علماء رہتے تھے۔ آپ نے خیال فرمایا کہ شائد وہاں اتمام حجت اور عام لوگوں کو حق معلوم کرنے کا موقع مل جائے۔ اِسی لئے آپ قادیان سے لدھیانہ تشریف لے گئے جہاں ایک ہفتہ قیام فرما کر اپنے مخلص اصحاب سمیت عازم دہلی ہوئے۔ اور کوٹھی نواب لوہارو بازار بلیماراں میں قیام فرما ہوئے۔ اور ۲ر اکتوبر ۱۸۹۱ء کو آپ نے ایک اشتہار بعنوان ذیل شائع کیا:۔

"ایک عاجز مسافر کا اشتہار قابلِ توجہ جمیع مسلمانانِ انصاف شعار و حضرات علماء نامدار"

اِس اشتہار میں حضور علیہ السلام نے اپنے عقائد تحریر فرما کر مسئلہ حیات و وفات مسیح ابن مریم اور اپنے دعوے کا ذکر فرمایا اور لکھا کہ اگر سید محمد نذیر حسین صاحب یا مولوی ابو محمد عبدالحق صاحب مسئلہ وفات مسیح میں مجھے مخطی یا ملحد یا مؤول یا میرے قول کو خلاف قال اللہ و قال الرسول خیال کرتے ہیں تو ان کا فرض ہے کہ عامۂ خلائق کو فتنہ سے بچانے کیلئے اِس مسئلہ میں اِس شہر دہلی میں میرے ساتھ بحث کریں۔ شرطیں صرف تین ہونگی:۔

(۱) امن قائم رکھنے کے لئے خود سرکاری انتظام کراویں یعنی ایک انگریز افسر مجلس بحث میں موجود ہو۔
(۲) دوسرے یہ کہ بحث تحریری ہو اور سوال و جواب مجلسِ بحث میں لکھے جائیں۔
(۳) تیسری شرط یہ ہے کہ بحث وفات و حیاتِ مسیح میں ہو اور کوئی شخص قرآن کریم اور کتب حدیث سے باہر نہ جائے۔

نیز تحریر فرمایا کہ مَیں حلفاً اقرار کرتا ہوں کہ اگر مَیں اِس بحث میں غلطی پر نکلا تو دوسرا دعوٰے خود چھوڑ دونگا۔ اور اِس اشتہار کے شائع ہونے کے بعد ایک ہفتہ تک حضرات موصوف کے جواب با صواب کا انتظار کروں گا۔

اِس اشتہار کے شائع ہونے کے بعد مولوی ابو محمد عبدالحق صاحب تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ملاقات کر کے معذرت کر گئے کہ مَیں تو ایک گوشہ گزیں آدمی ہوں اور ایسے جلسوں سے جن میں عوام کے نفاق و شقاق کا اندیشہ ہو طبعاً کارہ ہوں۔ چونکہ مولوی محمد حسین بٹالوی بھی دہلی پہنچکر فخریہ انداز میں اپنی علمیت اور فضیلت کا اعلان کر رہا تھا اور ایک اشتہار میں اُس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق لکھا کہ:۔

"یہ میرا شکار ہے کہ بد قسمتی سے پھر دہلی میں میرے قبضہ میں آگیا اور مَیں خوش قسمت ہوں کہ بھاگا ہوا شکار پھر مجھے مل گیا۔"

اور لوگوں کو آپ کے خلاف بھڑکاتا رہا۔ اِس لئے حضور علیہ السلام نے ۶؍ اکتوبر کو "اشتہار مقابل مولوی سید نذیر حسین صاحب سرگروہ اہلحدیث" شائع کیا اُس میں آپ نے مولوی عبدالحق صاحب کو چھوڑتے ہوئے مولوی سید نذیر حسین صاحب اور اُن کے شاگرد بٹالوی صاحب کا ذکر کر کے تحریر فرمایا:۔

"کہ اگر ہر دو مولوی صاحب موصوف حضرت مسیح ابن مریم کو زندہ کہنے میں حق پر ہیں تو میرے ساتھ بپابندی شرائط مندرجہ اشتہار ۲؍ اکتوبر ۱۸۹۱ء بالاتفاق بحث کریں۔"

اور اتمامِ حجت کی غرض سے بطریق تنزل حضورؑ نے یہ بھی لکھ دیا کہ مولوی سید نذیر حسین صاحب

کسی انگریز افسر کے جلسہ بحث میں مامور کرانے سے ناکام رہیں تو اُس صورت میں بذریعہ اشتہار حلفاً اقرار کریں کہ ہم خود قائمی امن کے ذمہ وار ہیں اور اگر کوئی خلاف تہذیب و ادب کوئی کلمہ مُنہ پر لاوے گا تو فی الفور اس کو مجلس سے نکال دیں گے۔ تو اس صورت میں یہ عاجز مولوی صاحب کی مسجد میں بحث کے لئے حاضر ہو سکتا ہے۔ اس ۶ اکتوبر کے اشتہار شائع ہونے کے بعد مولوی سید نذیر حسین صاحب کے شاگردوں نے خود ہی ایک تاریخ معیّن کر کے ایک اشتہار شائع کر دیا کہ فلاں تاریخ کو بحث ہوگی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس کی اطلاع نہ دی اور بحث کے مقررہ وقت پر حضورؑ کے پاس ایک آدمی بھیجدیا کہ بحث کے لئے چلیئے۔ مولوی نذیر حسین صاحب مباحثہ کے لئے آپ کا انتظار کر رہے ہیں اور دوسری طرف حضور کے خلاف لوگوں کو سخت بھڑکایا گیا تھا۔ اور جلسہ کی غرض بھی بلوہ کر کے حضور علیہ السلام کو ایذاء پہنچانا تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایسے حالات میں بغیر شرائط طے کئے جلسہ میں شامل نہ ہو سکتے تھے اور نہ ہوئے اور لوگوں میں یہ مشہور کر دیا گیا کہ مرزا صاحب بحث میں حاضر نہیں ہوئے اور گریز کر گئے ہیں اور شیخ الکل صاحب سے ڈر گئے ہیں۔ تب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۷ اکتوبر ۱۸۹۱ء کو ایک اشتہار بدیں عنوان شائع کیا:۔

" اللہ جلّ شانہٗ کی قسم دے کر مولوی سید محمد نذیر حسین صاحب کی خدمت میں
بحثِ حیات و مماتِ مسیح ابنِ مریم کے لئے درخواست "

اس اشتہار میں حضور علیہ السلام نے ان کے جھوٹے فرار از بحث کے الزام کا جواب دیتے ہوئے تحریر فرمایا:۔

" یکطرفہ جلسہ میں شامل ہونا اگرچہ میرے پر فرض نہ تھا کیونکہ میری اتفاق رائے سے وہ جلسہ قرار نہ پایا تھا اور میری طرف سے ایک خاص تاریخ میں حاضر ہونے کا وعدہ بھی نہ تھا۔ مگر پھر بھی مَیں نے حاضر ہونے کے لئے تیاری کر لی تھی لیکن عوام کے مفسدانہ حملوں نے جو ایک ناگہانی طور پر کئے گئے اُس دن حاضر ہونے سے مجھے روکدیا صدہا لوگ اس بات کے گواہ ہیں کہ اس جلسہ کے عین وقت میں مفسد لوگوں کا اس قدر ہجوم میرے مکان پر ہو گیا کہ مَیں اُن کی وحشیانہ حالت کو دیکھ کر اوپر کے زنانہ میں چلا گیا۔ آخر وہ اسی طرف آئے اور گھر کے کواڑ توڑنے لگے اور یہاں تک نوبت پہنچی کہ بعض آدمی زنانہ مکان میں گھس آئے۔ اور ایک جماعت کثیر نیچے اور گلی میں کھڑی تھی جو گالیاں دیتے تھے اور بڑے جوش سے بدزبانی کا بخار نکالتے تھے بڑی مشکل سے

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے اُن سے رہائی پائی۔"

"مَیں ایک طرف عوام کو ورغلا کر اور اُن کو جوش دہ تقریریں سُنا کر میرے گھر کے اردگرد کھڑا کر دیا اور دوسری طرف مجھے بحث کیلئے بلایا اور پھر نہ آنے پر جو موانع مذکورہ کی وجہ سے تھا شور مچا دیا کہ گریز کر گئے۔"

"اب مَیں بفضلہ تعالیٰ اپنی حفاظت کا انتظام کر چکا ہوں اور بحث کیلئے تیار بیٹھا ہوں۔ مصائب سفر اُٹھا کر اور دہلی والوں سے روز گالیاں اور لعن طعن کی برداشت کر کے محض آپ سے بحث کرنے کے لئے اے شیخ الکل صاحب بیٹھا ہوں۔"

"حضرت بحث کے لئے تشریف لائیے کہ مَیں بحث کے لئے تیار ہوں۔ پھر اللہ جل شانہٗ کی آپ کو قسم دے کر اس بحث کے لئے بلاتا ہوں جس جگہ چاہیں حاضر ہو جاؤں۔ مگر تحریری بحث ہو گی۔"

آپ نے متعدد پیرایوں میں شیخ الکل صاحب کو مباحثہ کے لئے غیرت دلائی۔ نیز آپ نے یہ بھی تحریر فرمایا کہ صعود جسمانی سے متعلق وہ جتنی آیات اور احادیث پیش کریں مَیں فی آیت و حدیث پچیس روپے اُن کی نذر کرونگا۔

اس کے بعد ۲۰ اکتوبر کو جامع مسجد دہلی میں انعقاد مجلس کا ہونا قرار پایا اور حفظ امن کیلئے پولیس کا بھی انتظام ہو گیا۔ چنانچہ اس دن حضرت مسیح موعود علیہ السلام معہ اپنے بارہ اصحاب کے جامع مسجد دہلی کے بیچ کے محراب میں جا بیٹھے۔ جامع مسجد میں اس روز ایک بے پناہ ہجوم تھا۔ ایک سَو سے زائد پولیس کے سپاہی اور اُن کے ساتھ ایک یوروپین افسر بھی آ گئے۔ پھر مولوی سید نذیر حسین صاحب مع مولوی بٹالوی صاحب وغیرہ کے تشریف لائے جنہیں اُن کے شاگردوں نے ایک دالان میں جا بٹھایا۔ اس حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے شیخ الکل کو رقعہ بھیجا کہ مطابق اشتہار ۱۷ اکتوبر مجھ سے بحث کریں۔ یا قسم کھائیں کہ میرے نزدیک مسیح ابن مریم کا زندہ بجسدِ عنصری اٹھایا جانا قرآن و حدیث کے نصوص صریحہ قطعیہ بیّنہ سے ثابت ہے۔ اس قسم کے بعد اگر ایک سال تک اس حلف دروغی کے اثر بد سے محفوظ رہیں تو مَیں آپ کے ہاتھ پر توبہ کرونگا۔ لیکن شیخ الکل صاحب نے دونوں طریقوں میں سے کسی طریق کو منظور نہ کیا۔ اور حیات و وفات مسیح پر بحث کرنے سے قطعی طور پر انکار کر دیا اور اپنے آدمیوں کی معرفت سٹی مجسٹریٹ کو کہلا بھیجا کہ یہ شخص عقائد اسلام سے منحرف ہے۔ جب تک یہ شخص اپنے عقائد کا ہم سے تصفیہ نہ کرے ہم وفات و حیات مسیح کے بارہ میں ہرگز بحث نہ کرینگے یہ تو کافر ہے کیا کافروں سے

بحث کریں۔ اس جلسہ میں خواجہ محمد یوسف صاحب رئیس و وکیل و آنریری مجسٹریٹ علی گڑھ بھی موجود تھے
انہوں نے حضورؑ سے کہا کہ یہ عقائد آپ کی طرف از راہِ افتراء منسوب کئے جاتے ہیں تو مجھے ایک پرچہ پر
یہ سب باتیں لکھ دیں۔ چنانچہ آپ نے اپنے عقائد کے بارہ میں ایک پرچہ لکھ دیا اور خواجہ صاحب کو دے دیا۔
جسے انہوں نے سپرنٹنڈنٹ پولیس کو بلند آواز سے سُنایا اور تمام معزز حاضرین نے جو نزدیک تھے سُن لیا۔
الغرض شیخ الکل اپنی ضد سے باز نہ آئے اور حیات و وفات مسیح پر بحث کرنے سے انکار کرتے
رہے۔ تب سپرنٹنڈنٹ پولیس نے اس کشمکش سے تنگ آکر اور لوگوں کی وحشیانہ حالت اور کثرتِ عوام کو دیکھ کر
خیال کیا کہ اب بہت دیر تک انتظار کرنا اچھا نہیں لہٰذا عوام کی جماعت کو منتشر کرنے کیلئے حکم سُنا دیا گیا
کہ چلے جاؤ۔ بحث نہیں ہوگی۔ اس کے بعد پہلے مولوی سید نذیر حسین صاحب مع اپنے رفقاء کے مسجد سے
نکلے اور بعد میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے اصحاب۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے
اشتہار ۲۳ ر اکتوبر ۱۸۹۱ء میں اس جلسۂ بحث کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:۔

"اے دہلی تجھ پر افسوس! تُو نے اپنا اچھا نمونہ نہیں دکھایا۔"

مولوی محمد بشیر صاحب سے مباحثہ

جب شیخ الکل اور دوسرے علماء کا حیات و وفاتِ مسیح پر مباحثہ کرنے سے انکار اور
فرار سب لوگوں پر واضح ہو گیا۔ تو دہلی والوں نے مولوی محمد بشیر صاحب بھوپالی کو جو اُن دنوں
بھوپال میں ملازم تھے مباحثہ کے لئے بلایا۔ جس نے خلاف مرضی شیخ الکل اور مولوی محمد حسین صاحب
بٹالوی اور دیگر علماء حیات و وفاتِ مسیح پر بحث کرنا منظور کر لیا۔ اور انہوں نے صاف طور پر
کہہ دیا کہ اُن کی شکست ہماری شکست متصوّر نہ ہوگی۔
مولوی محمد بشیر صاحب نے حیات مسیح ثابت کرنے کے لئے چار آیات پیش کیں۔ لیکن اپنے
پرچہ ۳ میں صاف طور پر لکھ دیا کہ

"میری اصل دلیل حیاتِ مسیح پر آیت اولیٰ (یعنی وان من اھل الکتٰب
الا لیؤمنن بہ قبل موتہ) ہے۔ میرے نزدیک یہ آیت اس مطلوب پر دلالت
کرنے میں قطعی ہے۔ دوسری آیات محض تائید کے لئے لکھی گئی ہیں۔ مرزا صاحب کو
چاہیئے کہ اصل بحث آیت اولیٰ کی رکھیں۔[۵]"

---

[۵] الحق مباحثہ دہلی صفحہ ۴

اور وجہ استدلال یہ بیان کی کہ لیؤمننّ میں نون تاکیدی ہے جو مضارع کو خالص استقبال کے لئے کر دیتا ہے۔"

اور لکھا کہ اگر اس کے خلاف کوئی آیت یا حدیث ایسی پیش کی جائے جس میں نون تاکید کا حال یا ماضی کے لئے یقینی طور پر آیا ہو یا کسی کتاب نحو میں اس کے خلاف لکھا ہو تو مَیں اپنے اس مقدمہ کو غیر صحیح تسلیم کرونگا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُن کی اِس بناء استدلال کو قرآن مجید کی کئی آیات پیش کر کے باطل ثابت کر دیا۔ اور فرمایا کہ اگر اس وجۂ استدلال کو صحیح بھی تسلیم کر لیا جائے تو پھر بھی آیت کے دو استقبالی معنے اَور ہو سکتے ہیں۔ جو مولوی محمد بشیر صاحب کے پیش کردہ معنے سے زیادہ معقول ہیں۔

۱۔ "کوئی اہل کتاب میں سے ایسا نہیں جو اپنی موت سے پہلے مسیحؑ پر ایمان نہیں لائیگا۔"

۲۔ "کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ اُس زمانہ کے موجودہ اہل کتاب سب کے سب نبیٔ خاتم الانبیاء پر اپنی موت سے پہلے ایمان لے آئیں گے۔"

اِن دونوں معنوں کی صحت آپؑ نے بحوالہ کتب تفاسیر پیش فرمائی اور قطعیۃ الدلالت اُسے کہتے ہیں جس میں کوئی دوسرا احتمال پیدا نہ ہو سکے۔ پس یہ آیت بھی حیاتِ مسیحؑ پر قطعیۃ الدلالۃ ثابت نہ ہوئی۔

اِس ضمن میں مَیں اپنے ایک مباحثہ کا بھی ذکر کر دینا مناسب خیال کرتا ہوں۔ ۱۲ر اگست ۱۹۲۰ء کو بمقام ستارچور ضلع امرتسر میرے اور مولوی عبد اللہ صاحب مولوی فاضل (فتح گڑھ) کے درمیان حیات و وفاتِ مسیحؑ پر مباحثہ ہوا۔ جو بعد میں چھپ کر شائع ہو گیا تھا۔ اُس میں غیر احمدی مناظر نے بھی یہی آیت بطور دلیل بیان کی اور اُس کے پیش کردہ معنوں پر مَیں نے کئی اعتراضات کئے اور اُس کے اس دعویٰ کہ لیؤمننّ میں لام اور نون تاکید کا ہے اس لئے اِس کے معنے استقبال کے سوا اَور کوئی نہیں ہو سکتے۔ جواب میں مَیں نے قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیت پیش کی جس میں دو جگہ نون تاکید کا ہے اور معنے حال کے ہیں۔

وَاِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَّيُبَطِّئَنَّ ۚ فَاِنْ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالَ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ اِذْ لَمْ اَكُنْ مَّعَهُمْ شَهِيْدًا ۔ وَلَئِنْ اَصَابَكُمْ

فَضْلٌ مِّنَ اللّٰہِ لَیَقُوْلَنَّ کَاَنْ لَّمْ تَکُنْ بَیْنَکُمْ وَبَیْنَہٗ مَوَدَّۃٌ (نساء غ ۱۰ پ ۵)

اِس کے معنے مولانا شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی نے یہ کئے ہیں :-

" اور تحقیق بعضے تم میں سے البتہ وہ شخص ہیں کہ دیر کرتے ہیں نکلنے میں - پس اگر پہنچ جاتی ہے تم کو مصیبت - کہتا ہے تحقیق احسان کیا اللہ نے اوپر میرے جس وقت کہ نہ ہُوا میں ساتھ اُن کے حاضر - اور اگر پہنچ جاتا ہے تم کو فضل خدا کی طرف سے البتہ کہتا ہے کہ گویا نہ تھا درمیان تمہارے اور درمیان اس کے دوستی۔"

پس اِس آیت میں لَیُبَطِّئَنَّ کا ترجمہ "دیر کرتے ہیں" اور لَیَقُوْلَنَّ کا ترجمہ "البتہ کہتا ہے" حال کا کیا ہے[1] "

اسی طرح مَیں نے اس مباحثہ میں یہ حدیث بھی درج کی ہے کہ جب حضرت امیرالمومنین عمر رضی اللہ عنہ وفات پانے لگے تو آپ نے اپنے بیٹے عبداللہؓ کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا کہ وہ اُن کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ دفن کئے جانے کی اجازت کے لئے درخواست کریں - تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ مَیں اِس جگہ کو اپنے لئے چاہتی تھی۔ " ولاوثرنہ الیوم علی نفسی " لیکن آج میں حضرت عمرؓ کو اپنے نفس پر مقدم کرتی ہوں - اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمرؓ کے وفات پانے کے بعد اجازت حاصل کی گئی - پس اس روایت میں بھی " لاوثرنہ " کے باوجود مؤکد بہ نون ثقیلہ ہونے کے حال کے معنے ہیں -

الغرض جو شخص مباحثہ دہلی کو بغور پڑھے گا - اُس پر صاف کھل جائیگا کہ علماء کے ہاتھ میں حیات مسیحؑ ثابت کرنے کے لئے کوئی قطعی دلیل نہیں - نہ کوئی آیت اور نہ کوئی صحیح حدیث - اور یہ مباحثہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت لوگوں کی ہدایت کا باعث ہُوا -

"آسمانی فیصلہ"

چونکہ میاں نذیر حسین صاحب اور اُن کے شاگرد مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اور دیگر علماء دہلی نے حیات و وفات مسیحؑ کے مسئلہ پر بحث کرنے سے انکار کیا اور میاں سید نذیر حسین صاحب نے بحث ٹالنے کے لئے بار بار یہی عذر کیا کہ آپ کافر ہیں اور مسلمان نہیں تو آپؑ نے دسمبر ۱۸۹۱ء میں رسالہ " آسمانی فیصلہ " لکھا - جس میں خاص طور پر میاں سید نذیر حسین صاحب کو پھر

[1] مباحثہ سادچور صفحہ ۳۵ و ۳۶

تحریری بحث کے لئے دعوت دی - اور فرمایا اگر وہ لاہور آسکیں تو اُن کے آنے جانے کا کرایہ بھی میں ادا کر دوں گا - ورنہ دہلی میں بیٹھے ہوئے اظہارِ حق کے لئے تحریری بحث کرلیں - میاں صاحب سے بحث کو میں اس لئے ضروری سمجھتا ہوں کہ وہ شیخ الکل ہیں اور لوگوں کے خیال میں سب سے علم میں بڑھے ہوئے اور علماء ہند میں بیخ کی طرح ہیں اور کچھ شک نہیں کہ بیخ کے کاٹنے سے تمام شاخیں خود بخود گریں گی - اور چونکہ انہوں نے میرے اعلانات کو کہ میں مومن مسلمان ہوں کوئی وقعت نہیں دی اس لئے اب مولوی نذیر حسین صاحب اور اُن کی جماعت کے لوگ بٹالوی وغیرہ علماء اُن علامات کے اظہار کے لئے مجھ سے مقابلہ کریں جو قرآن کریم اور احادیث میں کامل مومن کی بتائی گئی ہیں - لیکن کسی کو اس مقابلہ کے لئے آپ کے سامنے آنے کی جرأت نہ ہوئی -

"نشان آسمانی"

اس کے بعد آپ نے سیالکوٹ اور لاہور وغیرہ کے سفر اختیار کئے اور پھر لدھیانہ گئے لدھیانہ میں آپ نے مجذوب گلاب شاہ کی پیشگوئی بالتفصیل اُن کے شاگرد کریم بخش صاحب سے حلفیہ قلمبند کروائی - اور اواخر مئی ۱۸۹۲ء میں آپ نے رسالہ "نشان آسمانی" جس کا دوسرا نام شہادت الملہمین ہے تحریر فرمایا جو جون ۱۸۹۲ء میں شائع ہوا - اس میں آپ نے سائیں گلاب شاہ صاحب کی پیشگوئی اور شاہ نعمت اللہ ولی رحمۃ اللہ علیہ کی پیشگوئی درج فرمائی جن سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ کی صداقت ظاہر ہوتی ہے -

کتابت کی غلطیوں سے متعلق ضروری گذارش

ہمارے ملک میں موجودہ طریق کتابت و طباعت کی وجہ سے انتہائی کوشش اور توجہ کے باوجود عموماً ہر کتاب میں بعض غلطیاں رہ جاتی ہیں اس سے وہ کتابیں بھی مستثنیٰ نہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں شائع ہوئیں - اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی کتاب "انجام آتھم" میں تحریر فرماتے ہیں :-

"میری کتابوں میں بھی سہو کاتب اور بغیر ارادہ لغزش قلم کی بعض غلطیاں پائی جاتی ہیں"-

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں میں کتابت کی غلطیوں یا سہو و نسیان کی غلطیوں کا پایا جانا قابلِ تعجب نہیں ہے - لیکن ہم نے یہ اصول اختیار کیا ہے کہ جس صورت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام

کے سامنے حضورؑ کی نگرانی میں چھپنے والی کتاب چھپ گئی اُسے بعد میں محض اپنے قیاس سے بدلنا ہرگز درست نہیں کیونکہ اس سے آہستہ آہستہ تحریف کا دروازہ کھل سکتا ہے جو کسی طرح جائز نہیں۔ پس ہم نے کتابت کی صریح غلطیوں کو بھی نظرانداز کر کے نقل مطابق اصل کا اصول اختیار کیا ہے۔ البتہ کسی جگہ قرآن شریف کی کوئی آیت یا حدیث نبویؐ کا کوئی حصّہ کاتب کی غلطی سے یا سہواً غلط چھپ گیا ہے تو اُسے درست کر دیا گیا ہے۔ کیونکہ یہ ایک ایسی چیز ہے جس کی تصحیح کے لئے ہمارے پاس یقینی اور قطعی ذریعہ موجود ہے اس کے علاوہ کوئی تبدیلی نہیں کی گئی۔ اور نہ ہی ایسا کرنا جائز سمجھا گیا ہے۔

میں تمام خریدار دوستوں کے لئے قارئین کرام سے دُعا کی درخواست کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کے مال اور اولاد میں برکت دے اور انہیں اور ان کی آئندہ آنے والی نسلوں کو ان رُوحانی خزائن کی برکات سے متمتع ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور وہ دوست جنہیں باوجود مقدرت کے اللہ تعالیٰ کے مامور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بہ تائید رُوح القدس لکھی ہوئی کتابوں کے حاصل کرنے کی خواہش نہیں اُن کے دلوں میں آسمان سے القاء کرے کہ وہ ان کتابوں کو جو نور و ہدایت سے پُر ہیں اور موجودہ زمانہ کی روحانیت سوز آتش کے لئے نہر کوثر کا حکم رکھتی ہیں حاصل کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ؎

ایں آتشے کہ دامنِ آخر زماں بسوخت
واز بہر چارہ اش بخدا نہر کوثرم!

خاکسار

جلال الدین شمس

۱۳؍اپریل ۱۹۵۹ء

اِنڈیکس مضامین

انڈکس رُوحانی خزائن جلد چہارم

(مرتبہ مولینا جلال الدین شمس ربوہ)

فہرست مضامین "الحق مباحثہ لدھیانہ"

الف

دوسری قسم کی حدیثوں کو جو تعامل سے تقویت یافتہ نہ ہوں اور پھر قرآن کریم سے معارض ہوں۔ اُن کو قابلِ ردّ قرار دے کر سمجھا دیا ہے کہ قرآن مجید حضرت مسیحؑ کی موت کی خبر دیتا ہے۔ اس لئے اگر کوئی حدیث نزولِ ابنِ مریم کی خبر دیتی ہے تو اس سے مثیلِ مسیحؑ کا آنا سمجھا جائیگا ورنہ قابلِ ردّ ہوگی ص۶

۱۵ - مولوی ابوسعید کا ریویو براہین میں اقرار کہ مرزا صاحب موردِ الہاماتِ غیبیہ و علومِ لدنیہ ہیں۔ ص۷

۱۶ - رسالہ الحق کا پراسپکٹس ص۷

الف

آسمانی نشان (دیکھو نشانات)

ابن خزیمہ

بٹالوی نے امام ابن خزیمہ کا قول پیش کیا کہ مجھے کوئی ایسی دو متضاد حدیثیں معلوم نہیں جو صحیح سند سے مروی ہوں اور وہ متضاد ہوں اگر کوئی ہے تو پیش کرو۔ میں اُن میں تطبیق کر سکتا ہوں۔ ص۵۲

جواب از حضرت مسیح موعود علیہ السلام دیکھو ص۱۰۰-۱۰۲

ابن صیاد

ا - ابن صیاد کے دجالِ معہود ہونے سے متعلق حدیثیں تمیم داری کی حدیث کے متعارض ہیں جس میں اُس نے دجّال کو ایک گرجے میں مقید دیکھا تھا ص۱۴ و ۱۵

ب - ابن صیاد کے دجالِ معہود ہونے پر اجماع کا ثبوت ص۲۱ و ۲۶ و ۴۱ و ۱۱۶

ج صحابی کے ما زال مشفقا انه الدجال پر بحث ص۲۱ و ۲۶ و ۴۱

بٹالوی کا جواب ص۷۱-۷۳

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جواب ص۱۱۹-۱۲۰

ابوحنیفہ (امام اعظم)

ا - ائمہ مذاہب نے عملی طریق سے احادیث کے ظنّی ہونے پر گواہی دیدی۔ اکثر حدیثیں انکو ملی ہونگی مگر انکی رائے میں وہ حدیثیں صحیح نہیں تھیں۔ ص۱۴

ب - خود حنفیوں کو بخاری اور مسلم کی تحقیق احادیث پر اعتراض ہیں۔ ص۳۸

ج - بٹالوی کا جواب میزان کبریٰ وغیرہ سے کہ امام ابوحنیفہ کے بعد احادیث کتب مدون ہوئیں ص۵۰-۵۱

بٹالوی کا امام ابوحنیفہ کی تحقیر کرنا ص۸۸

د - جواب از حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ ایمان کے ساتھ جواب دیں میں نے کب اور کہاں لکھا ہے کہ صحیح بخاری امام اعظمؒ کے زمانے میں موجود تھی۔ مگر وہ حدیثیں تو موجود تھیں جو امام بخاریؒ نے سُنیں ص۹۸-۹۹

ھ - امام صاحبؒ ایک بحرِ اعظم تھا اور دوسرے سب اُس کی شاخیں ہیں۔ اس کا نام اہل الرائے رکھنا ایک بھاری خیانت ہے۔ امام بزرگ حضرت ابوحنیفہؒ کو علاوہ کمالاتِ علم آثارِ نبویہ کے استخراجِ مسائلِ قرآن میں یدِطولیٰ حاصل تھا۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے امام اعظمؒ کی آنیوالے مسیحؑ کے ساتھ استخراج مسائلِ قرآن میں روحانی مناسبت ہونیکا ذکر کیا ہے۔ ص۹۹

اجتہاد میں غلطی کا امکان

ا - بٹالوی کے اس سوال کا جواب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اجتہاد سے کیا مطلب ہے؟ اسجگہ اجتہاد سے مُراد اجتہاد فی الوحی ہے۔ وحی مجمل میں تفسیر و تشریح کے طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دخل دیتے بعض اوقات غلطی بھی ہو جاتی ص۲۵

ب - خطا فی الاجتہاد ممکن ہے اور اس کی مثالیں -
ص۲۵ ، ص۱۱۸

اجماع

ا - صحیحین کی احادیث کی صحت پر کوئی اجماع نہیں ہوا - خود اجماع کے امکان و عدم امکان پر ائمہ کی مختلف آراء بحوالہ ریویو بٹالوی بر براہین احمدیہ - امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک اجماع کا مدعی جھوٹا ہے
ص۱۷-۱۸

تفصیلی بحث اور یہ کہ اجماع کی تعریف پر بھی اجماع نہیں - دیکھو ص۱۱۴-۱۱۶

ب - اجماع کی تعریف - میرے نزدیک اجماع کا لفظ اس حالت پر صادق آسکتا ہے کہ جب مشاہیر صحابہؓ اپنی ایک رائے کو شائع کریں اور دوسرے باوجود سننے اس رائے کے مخالفت ظاہر نہ فرمادیں تو یہی اجماع ہے - ص۴۱

الہام اور ملہم الہٰی

ا - ایک ملہم شخص ایک صحیح حدیث کو بالہام الہٰی موضوع ٹھیرا سکتا ہے - اور ایک موضوع حدیث کو صحیح ٹھیرا سکتا ہے - ص۱۳

ب - مولوی بٹالوی کا ملہم الہٰی کے لئے الہام کی حجت شرعی کے قائم مقام ہونیکا اعتراف ص۲۲ وص۴۲

ج - محدث کا الہام شیطانی دخل سے منزہ کیا جاتا ہے
ص۲۲

امکان

امکانی طور پر صدور کذب ہر ایک سے بجز نبی کے ممکن الوقوع کا مطلب - امکان کی دو قسمیں (۱) مترقب الوقوع - (۲) مستبعد الوقوع ص۱۰۹

ب

بخاری و مسلم

ا - صحیحین کے اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہونے پر بٹالوی کے متقدمین علماء کے پیش کردہ حوالجات ص۴۸-۵۰

ب - بخاری اور مسلم کے بعض راویوں پر اہل بدعۃ ہونے کی تہمت جو فاسقوں کے حکم میں ہیں - لانھم قد دونوا وغیرھم من اھل البدع بحوالہ شرح مسلم الثبوت ص۹۵ و ص۱۰۹

ج - امام بخاری سے منقول ہے کہ مجھے دولاکھ حدیثیں غیر صحیح اور ایک لاکھ صحیح یاد ہیں - صحیح بخاری میں چار ہزار حدیثیں درج ہیں - ص۷۶ نیز دیکھو ص۱۱۳

د - بخاری و مسلم کی احادیث سے تعارض کی مثالیں - دیکھو "تعارض"

پ

پیشگوئی

ا - بجواب بٹالوی عنقریب زمانہ آنے والا ہے بلکہ آگیا ہے کہ اردو میں حدیثوں میں توغل رکھنے والے اپنی دماغی و دلی روشنی کی وجہ سے عربی خوان غبی طبع ملاؤں پر ہنسیں گے اور استاد بن کر انہیں دکھائینگے ص۱۱۰

ب - آپ تو میرے پر نادانی اور نالیاقتی کا الزام لگانا چاہتے ہیں مگر خدا تعالیٰ وہی الزام لوٹا کر آپ پر نازل کرنا چاہتا ہے - ص۱۱۰

ت

تحقیق حق کے لئے مخلصانہ درخواست

لاہور کے عمائد اسلام حافظ محمد یوسف ضلعدار محمد چٹو و منشی شمس الدین وغیرہ کی مخلصانہ درخواست بخدمت مولوی محمد صاحب لکھو کے مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی غلام دستگیر قصوری اور مولوی سید نذیر حسین دہلوی اور مولوی عبد الجبار

مولوی عبد العزیز صاحب لدھیانوی وغیرہ کہ مرزا صاحب کے دعاوی پر اُن سے بالمشافہ تحریری بحث کی جائے جو وہ لاہور میں کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اسی طرح لدھیانہ کے ۹۰ مسلم اشخاص کی اس غرض کے لئے علماء کی خدمت میں درخواست اور اقرار نامہ مرزا صاحب کہ وہ ظاہری و باطنی طور پر مشاہیر علماء سے بحث کے لئے تیار ہیں ص۱۲۴ و ۱۲۵

تعارض

ا۔ صحیحین سے تعارض کی مثالیں

۱۔ ابن صیاد کے دجال معہود ہونے سے متعلق حدیثیں اُن حدیثوں سے معارض ہیں جو گرجا والے دجال کی نسبت تمیم داری سے مروی ہیں۔ ص۱۴

۲۔ تمیم داری کی حدیث میں ہے کہ گرجا میں مقید دجال کسی وقت خروج کریگا۔ حالانکہ اسی مسلم کی تین حدیثیں ظاہر کر رہی ہیں کہ سو برس کے عرصہ تک کوئی شخص زندہ نہیں رہے گا۔ ص۱۵

۳۔ نزول ابن مریم والی حدیثیں اُن حدیثوں کی مخالف ہیں جن سے اُن کی وفات ثابت ہوتی ہے۔ اس کا حل یہی ہے کہ یا ہمارے مسلک کے مطابق اُن کی تاویل کی جائے یا موضوع ٹھیرینگی۔ ص۸۱-۸۲

۴۔ بخاری کی احادیث متعلقہ معراج میں سخت ناقابل حل تعارض پایا جاتا ہے جو متعدد ماننے سے بھی دور نہیں ہو سکتا۔ ص۸۲-۸۳

ب ۔ بٹالوی نے لکھا۔ امام ابن خزیمہ سے منقول ہے اگر کسی کے پاس ایسی دو حدیثیں ہیں جو باسناد صحیح مروی ہیں اور متضاد ہیں تو میں اُن میں مطابقت بتا دوں گا۔ ص۵۲

جواب از حضرت مسیح موعودؑ۔ آپ نے خود مضمون سُناتے وقت جوش میں کہا تھا کہ ابن خزیمہ تو امام وقت تھے میں خود ایسا کر سکتا ہوں۔ میں چھ سات ایسی حدیثیں بخاری اور مسلم کی پیش کر دونگا۔ اگر آپ اُن میں توفیق کر دیں تو میں پچیس۲۵ روپے بطور تاوان نقد ادا کروں گا اور مدت العمر تک آپ کے کمالات کا قائل ہو جاؤنگا اور اپنا مغلوب اور شکست یافتہ ہونا قبول کرونگا۔ تین منصف بتراضی فریقین مقرر کئے جائیں اور انکے لئے شرائط ص۱۰۱-۱۰۲

تعامل

بٹالوی کے نزدیک ضروریاتِ دین اور تعامل کی حقیقت کیا ہے۔ ص۴۶

تفسیر آیات

ا۔ ۱۔ واعتصموا بحبل اللّٰہ جمیعا میں حبل سے مراد حدیثیں نہیں بلکہ قرآن کریم ہے ہر اختلاف کے وقت اس کی طرف رجوع کریں۔

۲۔ ومن اعرض عن ذکری فان له معیشة ضنکا میں تنگ معیشت سے مراد حقائق و معارف سے بے نصیب ہونا ہے۔

۳۔ فاستمسك بالذی اوحی الیك اور وانه لذکر لك ولقومك میں قرآن کریم کو ہر ایک امر میں دستاویز پکڑنے کی ہدایت ہے۔

۴۔ ومن یعش عن ذکر الرحمٰن نقیض له شیطانا یعنی قرآن شریف سے اعراض کرنے اور اس کے صریح مخالف بات کی طرف مائل ہونے والے پر ہم شیطان مسلط کر دیتے ہیں۔

۵۔ اللّٰہ نزل احسن الحدیث کتابا متشابها یعنی یشبه بعضه بعضا لیس فیما تناقض ولا اختلاف ص۳۵

۶ - ومن یؤت الحکمۃ میں حکمت سے مراد علمِ قرآن ہے۔ ص ۹۱

ب - اِن آیات سے ظاہر ہے کہ وہ اپنے مقاصدِ عظیمہ کی آپ تفسیر فرماتا ہے اور وہ اپنی تفسیر میں بھی حدیثوں کا محتاج نہیں۔ ص ۳۶

بٹالوی کا جواب :۔ آپنے جو کہا ہے کہ قرآن خود اپنا مفسّر ہے۔ حدیث اس کی مفسّر نہیں ہو سکتی۔ اس سے بھی آپ کی ناواقفیت اصول اسلام سے ثابت ہوتی ہے۔ ص ۵۳

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام ص ۱۰۳

تفہیم الٰہی

جس کو خدا تعالےٰ اپنے فضل سے فہم قرآن عطا کرے اور تفہیم الٰہی سے مشرف ہو جائے اور اس پر کسی حدیث کا مخالفِ قرآن ہونا ظاہر ہو جائے تو از راہِ ادب اسکی تاویل کرکے قرآن سے مطابق کرے گا۔ ورنہ اُسے غیر صحیح قرار دے گا۔ مَیں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ تفہیم الٰہی میرے شاملِ حال ہے۔ ص ۱۹

ح

حدیث و حدیثیں و احادیث

۱ - احادیث - (ا) حدیث انّی اوتیت الکتٰب ومثلہ کا صحیح مفہوم کہ وحی متلو کے ساتھ تین چیزیں ہوتی ہیں خواہ وہ وحی رسول کی ہو یا نبی یا محدث کی۔ مکاشفاتِ صحیحہ۔ رؤیائے صالحہ۔ خفی وحی جو تفہیماتِ الٰہیہ سے نامزد ہو سکتی ہے۔ اور انکے دئے جانے میں حکمت اور یہ کہ راقم تحریر ہذا اس بارے میں صاحب تجربہ ہے ص ۱۰۶

(ب) تکثر لکم الاحادیث بعدی فاذا روی لکم عنی حدیث فاعرضوہ علی کتاب اللّٰہ علّامہ تفتازانی نے تلویح میں بحوالہ بخاری نقل کی ہے اور حاشیہ میں حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے لکھا ہے کہ کسی مطبوعہ نسخہ میں موجود نہیں کسی قلمی نسخہ میں موجود ہوگی ص ۹۳-۹۴ بخاری میں نہ بھی ہو منشاء قرآن کے تو مطابق ہے اور آیت ما اتاکم الرسول کے مخالف نہیں ص ۱۰۵

(ج) حارث اعور کی حدیث کو بٹالوی کا ایک دجال کی حدیث قرار دینے کا جواب اور اس کی مؤید حدیثیں ص ۱۰۷

" میری رُوح گواہی دیتی ہے کہ حارث اس حدیث کے بیان کرنے میں بے شک سچا ہے۔ ص ۱۰۸

(د) حدیث دمشقی (از نواس بن سمعان) مندرجہ مسلم امام بخاری نے ضعیف سمجھ کر نہیں لی۔ بٹالوی کے نزدیک وہی کہہ سکتا ہے جس کو حدیث کے کوچہ میں بھولے سے کبھی گذر نہیں ہوا۔ ص ۹۵

جواب از حضرت مسیح موعودؑ ملاحظہ ہو ص ۱۱۲-۱۱۳

(ھ) حدیث واما مکم منکم سے متعلق بٹالوی کے اعتراض کہ ترجمہ میں اپنی عبارت ملا دی کا جواب کہ میں ترجمہ کی نیت سے نہیں بلکہ تفسیر کی نیت سے معنے کیا کرتا ہوں کتاب براہین احمدیہ دیکھیں ہمیشہ تفسیر کی طرز پر میرا ترجمہ ہوتا ہے۔ ص ۱۲۰

۲ - مولوی بٹالوی کے سوالات: ۱- اصول روایت کی رُو سے کتب حدیث خصوصاً صحیحین مثبت سنّت نبویّہ ہیں یا نہیں۔ اور ان کتابوں کی احادیث بلا وقفہ و شرط و بلا تفصیل واجب العمل والاعتقاد ہیں یا بالتفصیل غیر صحیح و ناقابلِ عمل ہیں۔ ص ۱۱، ۱۶ و ۲۲ و ۲۹ و ۳۴ و ۴۳، ۴۳ و ۴۷

جوابِ از مسیح موعودؑ :۔

ا - روایت کی رُو سے بھی حدیث کو وہ یقینی مرتبہ حاصل نہیں

جو قرآن کو حاصل ہے۔ تمام مسلمانوں کا یہی مذہب ہے کہ اکثر احادیث مفید ظن ہیں۔ ص ۱۱ و ۱۲

(ب) حدیثوں پر ظن کی حد تک ہی ایمان رکھنا چاہیئے کیونکہ درمیانی راویوں کے چال چلن کی نسبت یقینی تحقیقات کامل نہیں ہو سکی۔ ص ۱۳

(ج) بعض اکابر کا یہ مذہب ہوا ہے کہ ایک ملہم شخص ایک صحیح حدیث کو بالہام الٰہی موضوع اور ایک موضوع حدیث کو صحیح ٹھہرا سکتا ہے۔ ص ۱۳

(د) میرا مذہب یہ ہے کہ بخاری اور مسلم کی حدیثیں ظنی طور پر صحیح ہیں مگر جو حدیث صریح طور پر ان سے قرآن کریم سے مبائن و مخالف ہو وہ صحت سے باہر ہو جائیگی کیونکہ

۱۔ بخاری و مسلم پر وحی تو نازل نہیں ہوئی تھی۔ انہوں نے بھی ظنی طریق سے حدیثوں کو جمع کیا۔ ص ۱۴

۲۔ ائمہ مذاہب اربعہ نے اپنے عملی طریق سے گواہی دیدی ہے کہ احادیث ظنی ہیں۔ ص ۱۴

۳۔ اگر کوئی شخص بخاری کی کسی حدیث کو غیر صحیح کہکر انکار کردے تو وہ کافر نہیں ہوسکتا ص ۱۴

۴۔ روایتی ثبوت کی رو سے قرآن کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اسی لئے گو وہ وحی الٰہی پر مشتمل ہوں نماز میں بجائے کسی سورۃ کے نہیں پڑھ سکتے ص ۱۴

۵۔ بعض حدیثیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اجتہادی طور پر فرمائی ہیں۔ اسی وجہ سے اُن میں باہم تعارض بھی ہو گیا ہے (مثالیں دیکھو زیر تعارض) ص ۱۴ و ص ۲۵ و ص ۸۱-۸۳

۶۔ تمام ائمہ نے حدیثوں کے جمع کرنے میں ایک قسم کے اجتہاد سے کام لیا ہے اور مجتہد کبھی مصیب ہوتا ہے کبھی مخطی۔ ص ۱۷

نیز جواب کیلئے دیکھو صفحات ۱۹ ب ۲۰ و ۲۲-۲۵ و ۴۰ و ۷۸-۸۱ و ۸۵ و ۱۰۳ ا و ۱۰۴

۲۔ سوال ۲۔ اگر آپ کا اعتقاد فرقہ نیچریہ ضالہ کے موافق نہیں ہے تو صحت احادیث کا معیار توافق قرآن ٹھیرانے میں سلف صالحین سے آپ کا امام کون ہے؟ ص ۲۳ و ۳۰

جواب (الف) میرا مذہب فرقہ نیچریہ کی طرح نہیں ہے، کہ میں عقل کو مقدم قال اللہ و قال الرسول پر کچھ نکتہ چینی کردوں۔ میں ایسے نکتہ چینی کرنیوالوں کو ملحد اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں ص ۲۸

(ب) ۱۔ یہ ثبوت میرے ذمہ نہیں کیونکہ ہر مومن بالقرآن کو میں اس اعتقاد کا پابند جانتا ہوں کہ وہ احادیث کو پرکھنے کیلئے قرآن کریم کو میزان معیار اور محک سمجھتا ہے۔ ص ۴۰

بٹالوی کا جواب :۔ کہ مسلمانوں کا مومن بالقرآن ہونا یہ سکھاتا ہے کہ وہ حدیث کو جب اسکی صحت بقوانین روایت ثابت ہو فوراً قبول کریں اور اُسے قرآن مجید کی مانند واجب العمل سمجھیں۔ ص ۶۱

۲۔ قرآن نے اپنے تئیں ماسوا کی تصحیح کے لئے اپنے آپ کو محک ٹھیرایا ہے۔ قرآنی آیات ص ۲۷

(ج) تائیدی حدیث مشکوٰۃ میں الحارث الاعور کی حضرت علیؓ سے روایت درج ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ فتنوں سے بچنے کا طریق یہ ہے کہ کتاب اللہ کو اپنے درمیان حَکم بناؤ ص ۳۷

بٹالوی کا جواب :۔ الحارث الاعور کی حدیث صحیح نہیں ص ۵۷ اور حضرت عمرؓ کے قول حسبنا کتاب اللہ کا صحیح مطلب یہ ہے کہ جس مسئلہ میں

سنّت صحیحہ سے کوئی تفصیل نہ ملے وہاں قرآن کریم
کافی ہے اور شافی ہیں۔ صـ۵۷-۵۸
جواب از حضرت مسیح موعودؑ دیکھو صـ۸۱ و ۸۲ و ۸۴ و
صـ۸۵ و صـ۹۳ و صـ۱۰۵ و صـ۱۰۷ و صـ۱۰۸

(د) ۱۔ وہ تمام لوگ جو قرآن کو امام اور حکم اور راہنما
اور فرقان اور میزان مانتے ہیں میرے شریک ہیں۔
۲۔ عمر فاروقؓ بھی میرے شریک ہیں۔
۳۔ دوسرے بہت سے اکابر بھی جن میں سے بطور
مثال تفسیر حسینی سے شیخ محمد بن اسلم طوسی کو پیش
کرتا ہوں جس نے حدیث من ترك الصلوة
متعمدا فقد کفر پڑھ کر تیس سال تک قرآن
سے مطابقت کیلئے غور کیا اور آخر آیت اقیموا
الصلوة ولا تکونوا من المشرکین ملی صـ۴۸
جواب از بٹالوی:۔ صاحب تفسیر حسینی یا شیخ
محمد اسلم طوسی نے قرآن مجید سے توافق کو آپکی
طرح عام اصول نہیں ٹھیرایا صـ۶۲ و ۶۳
جواب از حضرت مسیح موعودؑ:۔ اگر نہیں ٹھیرایا
تو تیس سال تک کونسی گم شدہ چیز کو تلاش
کرتا رہا۔ اگر اس حدیث کو موضوع سمجھتا تو
تیس سال تک کیوں مطابقت کیلئے فکر کرتا۔
صحیح سمجھتے ہوئے اور بظاہر قرآن کے مخالف پاکر
تطبیق کی تلاش میں رہا۔ صـ۱۱۰-۱۱۱
۴۔ اور مولوی عبداللہ غزنوی کا خط بنام بٹالوی
میں بھی اُن کا مندرجہ الہام اسکا موید ہے صـ۲۹ و ۳۰

(ھ) بٹالوی کی جرح مع جواب از حضرت مسیح موعودؑ
ا۔ (۱) کوئی محقق مسلمان کسی فرقہ کا ہو صحیح روایات
حدیثیہ کا معیار قرآن کریم کو نہیں ٹھیراتا بلکہ
سب علماء اسلام معیار تصحیح قوانین روایت
ٹھیراتے ہیں۔
۲۔ جواب دیکھو صـ۱۰۰

ب جو احادیث اصول روایت سے صحیح ہو چکی ہیں
وہ قرآن کے موافق ہوتی ہیں۔ قرآن امام ہے
اور وہ احادیث خادم قرآن اور اس کی وجوہات
کی مفسر و مبین۔ صـ۵۲
جواب از حضرت مسیح موعودؑ۔ احادیث صحیحہ قرآن
سے باہر نہیں۔ کیونکہ وحی غیر متلو کی مدد سے
وہ تمام مسائل مستنبط کئے گئے ہیں صـ۹۲

ج۔ روایات کو کتاب اللہ پر عرض کرنے کی حدیث
ناقابل اعتبار چھپے مرتدوں کی وضع کردہ ہے
اور حوالجات صـ۵۹ و ۹۳
جواب از حضرت مسیح موعودؑ صـ۹۳ و ۹۴ و ۱۰۵

د۔ توافق بالقرآن کسی حدیث کا معیار ہو تو موضوع
حدیثوں کا اگر مضمون قرآن کے مطابق ہو تو
وہ صحیح متصوّر ہونگی۔ صـ۵۳
جواب از حضرت مسیح موعودؑ صـ۱۰۲ و ۱۰۳

ھ۔ علمائے متقدمین کے اقوال سے بٹالوی کا ثابت
کرنا کہ سُنت قرآن پر قاضی ہے اور قرآن سنت
کا قاضی نہیں۔ صـ۵۵-۵۶
جواب از حضرت مسیح موعودؑ دیکھو صـ۱۰۵

۳۔ تفسیرِ سوال۔ اجماع کی تعریف میں جو آپ نے کہا ہے
یہ کس کتاب اصول وغیرہ میں پایا جاتا ہے صـ۲۳ و
صـ۳۰ و صـ۳۲ اور اجماع کی تعریف صـ۶۹
جواب از حضرت مسیح موعودؑ صـ۲۶ و ۴۱
نیز دیکھو زیر "اجماع"

۴ - چوتھا سوال - شرح السنۃ سے جو حدیث نقل کی ہے اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی قول منقول نہیں صحابی کا اپنا خیال ہے ص۲۳ و ۳۱

جواب از حضرت مسیح موعودؑ ص۲۶ و ص۴۱

۵ - پانچواں سوال - اشاعۃ السنۃ میں محی الدین ابن عربی کا قول نقل کرنے کے بعد آخر ریویو میں کیا یہ لکھا نہیں کہ مجھے اس سے اتفاق نہیں - ہم صرف کتاب اللہ و سنت کے پیرو ہیں - نہ خود الہامی ہیں نہ کسی اور کشفی الہامی غیر نبی کے متبع و مقلد ہیں - ص۲۳ و ۳۱

جواب از حضرت مسیح موعودؑ ص۲۶ ریویو براہین کی عبارت ص۴۲

۶ - چھٹا سوال - ا - آپ نے اپنی کتاب ازالہ اوہام میں امام مسلم کی دمشقی حدیث سے متعلق لکھا ہے کہ امام بخاری نے اسے ضعیف سمجھ کر چھوڑ دیا - اس طرح آپنے مسلم کی حدیث کو ضعیف قرار دیا - ص۲۹ و ۶۴ و ۶۵

ب - پھر آپ نے ازالہ اوہام میں لکھا ہے - اگر صحیحین کی ان حدیثوں کو صحیح سمجھیں جو دجال کو آخری زمانہ میں آتا تی ہیں تو یہ حدیثیں موضوع ٹھیرتی ہیں - اگر ان کو صحیح قرار دیں تو پھر ان کا موضوع ہونا ماننا پڑتا ہے - اسی طرح بخاری کی حدیث کو کہ دجال کی پیشانی پر ک - ف - ر لکھا ہوگا مسلم کی حدیث کے مخالف قرار دیا ہے - پھر آپ کا یہ کہنا کہ میں نے صحیحین کی کسی حدیث کو موضوع یا غیر صحیح قرار نہیں دیا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے؟ ص۲۹ و ۳۰

جواب از حضرت مسیح موعودؑ دیکھو ص۴۰

احادیث صحیحین کی صحت اور قطعیت پر اجماع ہوا یا نہیں؛

ا - صحیحین کی احادیث کے قطعی الصحت ہونے پر کوئی اجماع نہیں ہوا - اور ان کی احادیث کے بغیر کسی شرط کے واجب العمل اور قطعی الصحت ہونے پر کوئی دلیل شرعی نہیں پائی جاتی - ص۱۸

ب - نہ قرآن اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی وصیت تحریری موجود ہے کہ ان کتابوں کو بغیر توسط محک کلام الٰہی کے واجب العمل ٹھہرایا گیا ہے - ص۱۸ و ص۲۹

ج - امام محمد اسماعیل یا مسلم کی معصومیت کا کوئی شرعی ثبوت نہیں - ص۱۹

د - جب اللہ تعالیٰ تفہیم الٰہی سے کسی کو مشرف فرما دے اور اس پر ظاہر کر دیا جائے کہ قرآن کریم کی فلاں آیت سے فلاں حدیث مخالف ہے - اس کیلئے یہی لازم ہے کہ حتی الوسع ادب کی راہ سے اس حدیث کی تاویل کر کے قرآن شریف کے مطابق کرے اور اگر مطابقت نہ ہو سکے تو بدرجہ ناچاری اس حدیث کے غیر صحیح ہونے کا قائل ہو میں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ تفہیم الٰہی میرے شامل حال ہے ص۱۹

ہ - بٹالوی کے اس قول کا رد کہ مقلد و محدث صحیحین کی حدیثوں کو واجب العمل سمجھتے ہیں اور موافقین و مخالفین کا ان پر اجماع ہے - ص۹۲ ، ۹۷ و ۱۰۰

پندرہ کروڑ حنفی اس اجماع سے منکر ہیں ص۳۹

و - بٹالوی کے اس سوال کا جواب کہ امام ابن الصلاح نے صحیحین کی متفق علیہ حدیثوں کو موجب یقین اور امام نووی نے صحیحین کو اصح الکتب بعد کتاب اللہ قرار دیا ہے۔

ا - کہ کسی ایک دو شخص کا رائے ظاہر کرنا حجت شرعی نہیں ہو سکتا - ص۹۳

۲ - امام نووی نے بخاری اور مسلم کی حدیث میں فقرہ ذٰلک قبل ان یوحی الیہ کو غلط صریح قرار دیا ہے - ص۹۳

اور ملا سعد تفتازانی نے تلویح میں صحیح بخاری کی ایک حدیث کو موضوع قرار دیا ہے اور شرح مسلم الثبوت

میں لکھا ہے کہ صحیحین کی صحت پر اجماع ہونا بہتان ہے اور ان کی مجرد روایت موجب یقین نہیں اور اس پر بھی اجماع نہیں کہ ان دونوں کتابوں میں جو کچھ ہے وہ صحیح ہے۔ ص ۹۴-۹۵ , ص ۹۶

اور نووی نے مسلم کی حدیث کے الفاظ اقض بینی وبین ھٰذا الکاذب الاٰثم الغادر الخائن لکھا ہے جب ہم ان کی تاویل سے عاجز آجائیں تو یہ کہنا پڑتا ہے کہ اس کے راوی جھوٹے ہیں۔ ص ۹۶

ز ۔ توضیح میں لکھا ہے انما یرد خبر الواحد من معارضۃ الکتاب ص ۹۷ و ص ۱۰۹

ح ۔ بٹالوی کے اس سوال کا جواب کہ آپنے اب تک بخاری اور مسلم کی کسی حدیث کو موضوع قرار دیا ہے یا نہیں۔ میں نے اپنی کتاب میں کسی حدیث بخاری یا مسلم کو ابھی تک موضوع قرار نہیں دیا بلکہ اگر کسی حدیث کو مخالف قرآن پایا ہے تو خدا تعالیٰ نے تاویل کا باب میرے پر کھول دیا ہے۔ ص ۱۹-۲۰ , ص ۸۱-۸۲

ط ۔ بٹالوی کے اس سوال کا جواب کہ صحیحین میں کوئی حدیث ہے جو بوجہ تعارض موضوع ٹھیر سکتی ہے۔ حصہ دوم سے متعلق کئی حدیثیں متعارض ہیں مثلاً نزول ابن مریم کی حدیثیں۔ انکی اگر ہمارے مسلک پر تاویل نہ کی جائے تو بلاشبہ وہ موضوع ٹھیرینگی کیونکہ قرآن کا فیصلہ ہے کہ وہ وفات پا چکے ہیں۔ اسی طرح معراج سے متعلق حدیثوں میں سخت ناقابل تطبیق تعارض پایا جاتا ہے۔ (نیز دیکھو تعارض) ص ۸۱-۸۳

حدیث وسنت اور قرآن کا مرتبہ

۱ ۔ حدیث کا پایہ قرآن کریم کے پایہ اور مرتبہ کو نہیں پہنچتا۔ اکثر احادیث درجہ مفید ظن ہیں اور اگر کوئی حدیث تواتر کے درجہ پر بھی ہو تاہم قرآن کریم کے تواتر سے اس کو ہرگز مساوات نہیں۔ ص ۱۰-۱۱ و ص ۱۴-۱۵

۲ ۔ **احادیث کی دو قسمیں** ۔ اعتراض ۔ اگر احادیث صرف ظنی ہیں تو لازم آتا ہے کہ صوم وصلوٰۃ وحج و زکوٰۃ وغیرہ اعمال جو محض حدیثوں کے ذریعہ مفصل طور پر دریافت کئے گئے ہیں سب ظنی ہوں۔

جواب ۔ یہ تمام اعمال روائتی طور پر نہیں بلکہ انکے یقینی ہونے کا موجب سلسلہ تعامل ہے۔ اگر فن حدیث دنیا میں نہ ہوتا تو پھر بھی یہ سب اعمال وفرائض دین سلسلہ تعامل کے ذریعہ سے یقینی طور پر معلوم ہوتے۔ پس تفاصیل احادیث کے ذریعہ سے نہیں بلکہ سلسلہ تعامل کے ذریعہ معلوم ہوتی چلی آئی ہیں۔ ص ۲۴

۔ ایسی حدیثیں جن کو سلسلہ تعامل کے ذریعہ قوت ملی ہے ایک مرتبہ یقین تک اور دوسری کو مرتبہ ظن سے بڑھ کر تسلیم نہیں کرتا۔ ص ۲۳ و ۲۵ , ۷۸ , ۷۹ , ۸۱ و ۸۲

۔ سنن متوارثہ کی حدیثیں اور احادیث مجردہ ص ۸۵ و ۱۰۲ و ۱۰۴

۔ اکثر احادیث جو احکام شرعی سے متعلق ہیں تعامل کے سلسلہ سے قطعیت اور یقین تام کے درجہ تک پہنچ گئی ہیں۔ ص ۱۷ و ص ۳۳

۔ **احادیث کے دو حصے** ۔ ایک حصہ جو سلسلہ تعامل کی پناہ میں آگیا۔ دوسرا وہ حصہ جن کو سلسلہ تعامل سے کچھ تعلق اور رشتہ نہیں ص ۸۷ و ۸۴-۸۵ و ص ۹۸

۔ **حدیث خبر واحد کا حکم** ۔ بٹالوی کا یہ کہنا کہ علماء اسلام خواہ حنفی ہوں یا شافعی اہل حدیث ہوں یا اہل فقہ متفق ہیں کہ خبر واحد صحیح ہو تو واجب العمل ہے غلط ہے۔ نہ حنفیوں کا یہ مذہب ہے اور شافعی کا تو یہ مذہب ہے کہ اگر حدیث آیت کے مخالف ہے تو باوجود

تواتر کے بھی کالعدم ہے۔ ص ۹۲

- حدیث کے راویوں کیلئے سلامت فہم کی شرط

بٹالوی کے نزدیک اصول تصحیح روایت محققین اہل اسلام کے نزدیک عدل ضبط عدم شذوذ و عدم علت ہیں۔ ان میں سلامت فہم راوی کو داخل کرنا فنونِ حدیث سے ناواقفی کی دلیل ہے۔ فہم معنی ہر ایک حدیث کی روایت کیلئے شرط نہیں۔ ص ۴۷

- جواب از حضرت مسیح موعودؑ۔ مَیں نے سلامت فہم کو شرط ٹھیرایا ہے نہ کہ فہم معنی کو اور مبلغ راوی کیلئے کم از کم اتنا تو ضروری ہے کہ لغوی طور پر ان عبارتوں کے اُسے معنے معلوم ہوں۔ ص ۸۹

خ

خبر واحد کا حکم دیکھو زیر "حدیث"

د

الدجال

دجال کے الؔ پر بٹالوی کی بحث اور حضرت مسیح موعودؑ کا جواب کہ الدجال کی نسبت جسقدر بیان کیا ہے وہ لغوی آپ نہیں جانتے کہ دجال معہود کے لئے الدجال ایک نام مقرر ہو چکا ہے۔ اگر اس کے خلاف آپ کوئی مثال محاورہ عرب سے پیش کریں تو پانچ روپے آپ کی نذر ہونگے۔ ص ۱۱۹

دجال

تمیم داری کی حدیث کے الفاظ بل من قبل المشرق ماھو میں اشارہ ہے کہ بذاتہٖ وہ نہ نکلیگا بلکہ اس کا مثیل نکلیگا دجال مشرق سے نکلیگا جسمیں ہندوستان داخل ہے ص ۱۱۸

دجال معہود

ابن صیاد کے دجال ہونے سے متعلق حدیثیں اور اس کے دجال معہود ہونے پر اجماع ص ۱۴ و ۱۵ و ۲۱ و ۲۶

دعوت مقابلہ

نشان آسمانی دکھلانے کے لئے محمد حسین صاحب بٹالوی کو دعوت مقابلہ کہ چالیس دن مقرر کرکے ہر ایک فریق خدا تعالیٰ سے کوئی آسمانی خصوصیت اپنے لئے طلب کرے اور مَیں اللہ جلشانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر مولوی محمد حسین بٹالوی چالیس دن تک میرے مقابل پر خدا تعالیٰ کی طرف توجہ کرکے وہ آسمانی نشان یا اسرار غیب دکھلا سکیں جو مَیں دکھلا سکوں تو مَیں قبول کرتا ہوں کہ جس ہتھیار سے چاہیں مجھے ذبح کریں اور جو تاوان چاہیں مجھ پر لگا دیں۔ ص ۱۲۲

س

سنت و کتاب

سنت و کتاب کے حجج شرعیہ ہونے سے متعلق دیکھیں "قرآن و سنت"

سوالات

مولوی محمد حسین بٹالوی کے سوالات اور انکے جوابات دیکھو زیر "حدیث"

ص

صحابی کے قول کی حیثیت ص ۲۱

ض

ضروریاتِ دین

۱۔ بٹالوی کے نزدیک ضروریات دین کیا ہیں اور تعامل کی کیا حقیقت ہے۔ ص ۴۶

۲۔ بٹالوی کے اعتراض کہ آپ نہیں جانتے کہ ضروریاتِ دین اصطلاح علمائے اسلام میں کس کو کہتے ہیں کا تفصیلی جواب ص ۸۴-۸۵

ط

طوسی

شیخ محمد بن اسلم طوسی نے حدیث من ترک الصلوٰۃ متعمدًا فقد کفر کی قرآن مجید سے توافق کیلئے تیس سال تک

غور کیا اور آخر آیت اقیموا الصلٰوۃ ولا تکونوا من المشرکین سے اسکی موافقت پاکر مطمئن ہوئے۔ صـ۳۸

ع

عمائدین

عمائدین لاہور کی مخلصانہ درخواست تحقیق حق کیلئے صـ۱۲۴ اور ۱۲۵

ف

فضیلت

خدا تعالیٰ کے نزدیک فضیلت تقویٰ میں ہے صـ۱۱

ق

قرآن مجید وسنت وحدیث

۱۔ کتاب وسنت کے حجج شرعیہ ہونے سے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کا مذہب ہے۔ کتاب اللہ مقدم و امام ہے جس امر میں احادیثِ نبویہ کے معانی جو کئے جاتے ہیں کتاب اللہ کے مخالف واقع نہ ہوں تو وہ معانی بطور حجت شرعیہ کے قبول کئے جائینگے لیکن جو معانی نصوص بینہ قرآنیہ سے مخالف واقع ہونگے تو ہم حتی الوسع اس کی تطبیق اور توفیق کے لئے کوشش کریں گے اور اگر ایسا نہ ہوسکے تو اس حدیث کو ترک کردینگے اور ہر مومن کا یہی مذہب ہونا چاہیئے کہ کتاب اللہ کو بلا شرط اور حدیث کو شرطی طور پر حجت شرعی قرار دیوے خواہ وہ حدیث امر قولی پر مشتمل ہو یا فعلی یا تقریری پر۔ صـ۱۰ و ۱۴ و ۱۵

۲۔ ہمارا ضرور یہ مذہب ہونا چاہیئے کہ ہم ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول کو قرآن کریم پر عرض کریں تا ہمیں معلوم ہو کہ وہ واقعی طور پر اسی مشکوٰۃ وحی سے نور حاصل کررہے ہیں جس سے قرآن نکلا ہے یا کہ اسکے مخالف ہیں۔ صـ۲۰

۳۔ قرآن کریم وحی متلو ہے اور اسکے جمع کرنے اور محفوظ رکھنے میں وہ اہتمام بلیغ کیا گیا ہے کہ احادیث کے اہتمام کو اس سے کچھ نسبت نہیں۔ صـ۱۰

۴۔ آیات قرآنیہ جن میں قرآن کو حکم اور میزان اور قول فصل اور فرقان قرار دیا گیا ہے۔ صـ۲۰ و صـ۲۷

۵۔ ا۔ میں سچے دل سے شہادت دیتا ہوں کہ حدیثوں کے پرکھنے کے لئے قرآن کریم سے بڑھ کر اور کوئی معیار ہمارے پاس نہیں۔ صـ۳۴

ب۔ اگر قرآن کو محک نہ ٹھیراؤں تو کس کو ٹھیراؤں صـ۳۵

ج۔ حدیث سے اس مذہب کی تائید صـ۳۷

۶۔ آیت فاستمسک بالذی اوحی الیک میں قرآن کریم کو ہر ایک امر میں دستاویز پکڑنے کا حکم ہے اور آیت من اعرض عن ذکری فان لہ معیشۃ ضنکا میں ضنک تنگ معیشت سے مراد حقائق و معارف سے بے نصیب ہونا ہے۔ صـ۴۵

بٹالوی کا مذہب۔ میں قرآن کو امام جانتا ہوں اور احادیث صحیحین کو قرآن کے برابر نہیں سمجھتا ..... حدیث صحیح تو خادم و مفسر قرآن اور وجوب عمل میں مثل قرآن ہے تو پھر قرآن اس کی صحت کا حکم و معیار و محک کیونکر ہوسکتا ہے۔ صـ۹۴

قرآن کریم اور مومن

ہر ایک شخص تب مومن بنتا ہے جب سچے دل سے اس بات کا اقرار کرے کہ درحقیقت قرآن کریم احادیث کے لئے جو راویوں کے دخل سے جمع کی گئی ہیں معیار ہے۔ صـ۹۰

- قرآن کریم سے مسائل دینیہ کا استخراج و استنباط کس کا حق ہے

تمام مسائل دینیہ کا استخراج و استنباط اور اسکی مجملات کی تفاصیل صحیحہ پر حسب منشاء الٰہی قادر ہونا خاص طور پر ان کا کام ہے جو وحی الٰہی سے بطور نبوت یا بطور ولایت عظمیٰ امداد دیئے گئے ہوں۔ غیر ملہم ان تمام تعلیمات کو جو سنن متوارثہ متعاملہ

کے ذریعہ سے ملی ہیں بلا توقف قبول کریں۔ اور صاحبِ وحیِ حق دلالت عظمیٰ جو لایمسہ الا المطہرون کے گروہ میں داخل ہیں اللہ تعالیٰ وقتاً فوقتاً وقائق مخفیہ قرآن کے اُن پر کھولتا رہتا ہے۔ اور اُن پر کھول دیتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی زائد تعلیم نہیں دی۔ احادیثِ صحیحہ مجملاتِ قرآن کی تفصیل ہیں اور یہ کہ قرآن کریم سے کوئی چیز باہر نہیں اور وہ جامع جمیع تعلیماتِ دینیہ ہے یہ بات علماء ظاہر کو کسی طرح نہیں مل سکتی۔ ص۷۹ و ۹۰

تائیدی حدیث ص۹۱

مرتبۂ قرآن کریم

۱۔ قرآن قولِ فصل۔ فرقان۔ میزان۔ امام اور نور ہے اس لئے جمیع اختلافات کے دور کرنے کا آلہ ہے اور جو چیز قرآن سے باہر یا اس کے مخالف ہے وہ مردود ہے۔ اور احادیثِ صحیحہ قرآن سے باہر نہیں۔ کیونکہ وحی غیر متلو کی مدد سے وہ تمام مسائل قرآن سے مستخرج اور مستنبط ہیں ص۹۰ و ۹۱

۲۔ قرآن کریم کی محکمات اور بیّنات علم ہے اور مخالفِ قرآن جو کچھ ہے وہ ظن ہے۔ ص۹۲

۳۔ میرا یہ مذہب نہیں کہ قرآن ناقص اور حدیث کا محتاج ہو بلکہ وہ الیوم اکملت لکم دینکم کا تاج لازوال اپنے سر پر رکھتا ہے اور تبیاناً لکل شیء کے وسیع اور مرتفع تخت پر جلوہ گر ہے۔ ص۱۰۴

۴۔ ہماری بھلائی ترقی علمی اور ہماری دائمی فتوحات کے لئے قرآن ہمیں دیا گیا ہے۔ ہم نے مخالف قوموں پر قرآن کے ذریعہ فتح پائی۔ وہ جیسا ایک امّی دیہاتی کی تسلی کرتا ہے ویسا ہی ایک فلسفی مقنوں کو اطمینان بخشتا ہے ص۱۰۵

قرآن اور نسخ

۱۔ حقیقی نسخ اور حقیقی زیادت قرآن پر جائز نہیں کیونکہ اس سے اسکی تکذیب لازم آتی ہے۔ ص۹۱

۲۔ قرآن خود اپنا مفسّر ہے۔ دیکھو زیر "تفسیر"

ک

کتاب وسنت کے حجج شرعیہ ہونے سے متعلق

دیکھو "قرآن وسنت وحدیث"

م

مباحثہ

۱۔ مباحثہ لدھیانہ مابین حضرت اقدس مسیح موعودؑ جناب مرزا غلام احمد قادیانی اور مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی۔ ص۸

۲۔ مباحثہ کا اصل موضوع۔ یہ تمام بحث ان اخبار سے متعلق ہے جن کی نسخ کی نسبت کوئی خلف وسلف قائل نہیں۔ کوئی باسمجھ ایسا نہیں جس کا یہ عقیدہ ہے کہ قرآن کریم کی وہ آیتیں جن میں حضرت عیسیٰؑ کی وفات کا ذکر ہے حدیثوں سے منسوخ ہو چکی ہیں یا حدیثیں اپنی صحت میں ان سے بڑھ کر ہیں۔ اس صورت میں چاہیئے تھا کہ وہ آیتیں پیش کرو۔ ہم حدیثوں سے مطابق کر دینگے ص۸۰

۳۔ بٹالوی کا اصل موضوع مباحثہ سے گریز کرنا اور نکمّل فضول اور بے تعلق باتوں میں وقت ضائع کرنا ص۸۱

محدث

۱۔ بٹالوی کا اقرار کہ الہام ملہم کے لئے حجت شرعی کے قائم مقام ہوتا ہے اور یہ کہ محدث کا الہام شیطانی دخل سے منزہ کیا جاتا ہے ص۲۲

۲۔ بٹالوی صاحب جب بخاری کی حدیث کو صحیح مانتے ہیں تو پھر اس کے پیش کرنے سے اس کے سوا ان کا کیا مطلب تھا کہ ایک محدث اپنی وحی کے ذریعہ کسی حدیث کو موضوع ٹھیرا سکتا ہے۔ ص۴۲

۳۔ بٹالوی کا جواب صحیح بخاری میں محدثؑ کی شان میں جو

مردی ہے۔ مَیں اُس پر ایمان رکھتا ہوں۔ بعہذا یہ اعتقاد رکھتا ہوں جو شخص محدث کہلوا کے اور صحیح بخاری یا صحیح مسلم کی احادیث کو بشہادت الہام خود موضوع قرار دے وہ محدث نہیں شیطان کی طرف سے مخاطب ہے۔ اور صحیحین کی حدیثوں کو موضوع کہنے والے کو شیطان مجسم سمجھتا ہوں۔ ص ۷۶-۷۷

حضرت مسیح موعودؑ کا جواب کہ اشاعۃ السنہ میں آپ نے ان بزرگوں کا نام جنہوں نے ایسا عقیدہ بیان کیا تھا شیطانِ مجسم نہیں رکھا بلکہ محلِ مدح میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور انہیں اکابر لکھا ہے۔ اور آپ ایک خط میں حضرت ابن عربیؒ کو رئیس المتصوفین اور اولیاء اللہ میں داخل کر چکے ہیں۔ ص ۱۲۰

محدثین اور احادیث

محدثین نے معیارِ صحتِ احادیث قوانین روایت کو ٹھہرایا ہے۔ ص ۵۲

محمد حسین بٹالوی (مولوی)

۱۔ محمد حسین بٹالوی کے سوالات صحیحین کی احادیث سے متعلق۔ دیکھو زیر "حدیث" ص ۲۲

۲۔ اُن کی عام مناظرین کی طرح بے تکی باتیں ص ۴۵

۳۔ بٹالوی کا تفاخر کہ آپ نہیں جانتے ضروریات دین اصطلاح علماء اسلام میں کیا ہیں اور تعامل کی کیا حقیقت ہے۔ ص ۴۶

جواب تفصیلی از حضرت مسیح موعودؑ ص ۸۴-۸۵

۴۔ بٹالوی کی ہرزہ سرائی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارہ میں۔ مثلاً

ا۔ اس اعتقاد کو طولانی تقریروں اور ملمع سازیوں سے چھپاتے ہیں۔ ص ۳۰

ب۔ آپ فنِ حدیث اور اصول روایت اور قوانین روایت سے محض ناواقف ہیں اور مسائل اسلامیہ سے ناآشنا۔ ص ۴۶

ج۔ یہ بھی آپ کی فنون حدیث سے ناواقفی پر دلیل ہے۔ ص ۴۷

د۔ فنِ حدیث سے آپکو کوئی تعلق اور کچھ مس نہیں ص ۶۷

ھ۔ آپ کتب اصول و فروع اسلام میں نظر نہیں رکھتے۔ ص ۵۱

و۔ آپ کو فنِ حدیث کے کوچہ سے بالکل ناآشنائی ہے ص ۹۱

اسکا جواب از حضرت مسیح موعودؑ ص ۱۱۰

ز۔ یہ بات وہی شخص کہیگا جسکو حدیث کے کوچہ میں بھولے سے بھی گذر نہیں ہوا ہوگا۔ ص ۶۵

ح۔ یہ آپ کی محض حیلہ سازی ہے۔ ص ۶۷

ط۔ آپ علمی مسائل کو سمجھ نہیں سکتے اور مسائل متعلقہ اجماع سے واقف نہیں۔ ص ۶۹

ی۔ آپ نے جو کچھ فنِ حدیث کے باب میں لکھا ہے اصول فقہ۔ علم معانی و بیان و ادب وغیرہ سے ناواقفی پر مبنی ہے۔ ص ۷۴

۵۔ بٹالوی کا حضرت مسیح موعودؑ کے دعویٰ الہام کو افتراء قرار دینا۔ اور اس کا مفصل جواب از حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام۔ ص ۱۲۱

مرتبہ قرآن و حدیث

دیکھو "قرآن کریم و حدیث و مرتبہ قرآن کریم"

مقام قرآن و حدیث

دیکھو "قرآن کریم و حدیث"

مسیح موعودؑ

۱۔ آپ کی بعثت کا مقصد۔ ا۔ مجھ کو خدا تعالیٰ نے قرآن کریم کی اشاعت کیلئے مامور کیا ہے تا میں

جو ٹھیک ٹھیک منشاء قرآن کریم کا ہے لوگوں پر ظاہر کروں
مَیں نیچریوں کا اوّل دشمن ہوں۔ علماء مجھے نیچری کہیں تو کہیں
بعض احادیث کا یہ منشاء ہے کہ مسیح موعودؑ کی علماء
مخالفت کریں گے اور اسکو اہل الرائے قرار دینگے ص۲۸
ب ۔ خداوند کریم نے مجھے حقًا و عدلًا مامور کر کے بھیجا ہے
تا میرے ہاتھ پر ان خرابیوں کی اصلاح ہو جو مولویوں
کی کج فہمی سے امتِ محمدیہ میں شائع ہو گئی ہیں اور تا
مسلمانوں میں سچے ایمان کا تخم پھر نشوونما کرے ص۱۲۱

۲ ۔ مسیح موعودؑ اور احادیث ۔ الف ۔ مَیں تمام
مسلمانوں کو یقین دلاتا ہوں کہ مجھے کسی ایک حکم میں بھی
دوسرے مسلمانوں سے علیحدگی نہیں جس طرح دوسرے
اہل اسلام احکام بیّنہ قرآن کریم و احادیث صحیحہ و
قیاسات مسلّمہ مجتہدین کو واجب العمل جانتے ہیں اسی
طرح میں بھی جانتا ہوں ۔ صرف بعض اخبار گذشتہ و
مستقبلہ کی نسبت الہام الٰہی کی وجہ سے جس کو مَیں نے
قرآن سے بکلّی مطابق پایا ہے بعض اخبار حدیثیہ کے
ایسے معنے نہیں کرتا جو حال کے علماء کرتے ہیں ۔ کیونکہ
ایسے معنے کرنے سے وہ احادیث نہ صرف قرآن کریم
کے مخالف بلکہ دوسری ویسی صحیح حدیثوں کے بھی
منافی و مغائر قرار پاتی ہیں ۔ ص۸۰ و ص۸۴-۸۵
ب ۔ بٹالوی کے اس اعتراض کا جواب کہ تعامل والے
امور میں بھی تو اختلاف پایا جاتا ہے ۔ ص۸۵
ج ۔ احادیث کی نسبت آپ کا یہ مذہب ہے کہ باستثناء
سنن متوارثہ متعاملہ کے جو احکام اور فرائض اور حدود
کے متعلق ہیں باقی دوسرے حصّے کی احادیث میں سے
جو اخبار اور قصص اور واقعات ہیں جن پر نسخ بھی وارد
نہیں ہوتا اگر کوئی حدیث نصوص بیّنہ قطعیۃ الدلالۃ
قرآن کریم سے صریح مخالف واقع ہو گو وہ بخاری کی
ہو یا مسلم کی مَیں ہرگز اس کی خاطر اس طرز کے معنے کو
جس سے مخالفت قرآن لازم آتی ہے قبول نہیں
کرونگا ۔ اور میرا یہ مذہب امام شافعی اور امام
ابوحنیفہ اور امام مالک کے مذہب کی نسبت حدیث
کی بہت رعایت رکھنے والا ہے ۔ ص۹۸

۳ ۔ مسیح موعودؑ اور اصطلاحات محدثین
مَیں محدثین کا متبع اور شاگرد ہو کر گفتگو نہیں کرتا
تا میرے لئے اُن کے نقش قدم پر چلنا یا اُن کی
اصطلاحوں کا پابند ہونا ضروری ہو بلکہ الٰہی تفہیم
سے گفتگو کرتا ہوں ۔ ص۸۷

۴ ۔ مسیح موعودؑ کا اپنے صادق ہونے کے متعلق اعلان
مَیں مفتری نہیں ہوں ۔ خداوند کریم نے مجھے حقًا و
عدلًا مامور کر کے بھیجا ہے ۔ سو مَیں بفضلہ تعالیٰ
و رحمتہٖ سچا ہوں اور وہ میری ضرور حمایت
کرے گا ۔ ص۱۲۱ و ۱۲۲

۵ ۔ مسیح موعود کا مقتدا
یہ آپ (بٹالوی) کا سراسر افتراء ہے کہ سید
احمد خان کو اس عاجز کا مقتدا ٹھیراتے ہیں ۔
میرا مقتداء اللہ جلّ شانہٗ کا کلام ہے اور پھر
اُس کے رسول کا کلام ۔ مَیں نے کس وقت کہا
کہ احادیث سبھی بالمعنی روایت ہوتی ہیں ۔
ص۸۹

معصیت کبیرہ

خداداد علم و حکمت کو ضائع کرنا معصیت کبیرہ ہے
ص۱۱۴

منسوخ

"دیکھو نسخ"

مومن

ہر ایک شخص تب مومن بنتا ہے جب سچے دل سے اس بات کا اقرار کرے کہ درحقیقت قرآن کریم احادیث کے لئے جو راویوں کے دخل سے جمع کی گئی ہیں معیار ہے۔ صـ ۹۰

ن

نسخ

آیت ما ننسخ من اٰیۃ اوننسھا نأت بخیر منھا او مثلھا نے صاف فیصلہ فرما دیا ہے کہ نسخ آیت کا آیت سے ہی ہوتا ہے۔ ہاں علماء نے ساحوت کی راہ سے بعض احادیث کو بعض آیات کا ناسخ ٹھہرایا ہے۔ جیسا کہ حنفی فقہ کے رو سے مشہور حدیث سے آیت منسوخ ہو سکتی ہے۔ مگر امام شافعی کے نزدیک متواتر حدیث سے بھی قرآن کا نسخ جائز نہیں۔ بعض محدثین خبر واحد سے بھی نسخ آیت کے قائل ہیں۔ لیکن وہ بھی حقیقی نسخ اور حقیقی زیادت قرآن پر کے قائل نہیں۔ صـ ۹۰-۹۱

نشانات

آسمانی نشان جو لوگوں نے دیکھے

۱۔ مہر علی صاحب رئیس ہوشیار پور سے متعلق چھ ماہ پیشتر خبر دینا کہ ان پر ایک بلا نازل ہونے والی ہے۔ پھر پھانسی کے صدور حکم کے بعد استجابت دعا کے نتیجہ میں ان کے انجام بخیر اور نجات پانے کی خبر دینا۔

۲۔ دلیپ سنگھ کی ناکامی اور ہندوستان میں داخل نہ ہونے کی قبل از وقت خبر دینا۔ صـ ۱۲۲

۳۔ آسمانی نشان دکھانے کے لئے مولوی محمد حسین بٹالوی کو دعوت مقابلہ دیکھو "دعوت"

نیچری

میرا مذہب فرقہ ضالہ نیچریہ کی طرح نہیں نیچریوں کا اوّل دشمن میں ہی ہوں۔ صـ ۴۸

و

وحی

ا۔ وحی متلو کے ساتھ تین چیزیں ہوتی ہیں۔ خواہ وہ وحی رسول کی ہو یا نبی محدث کی۔

۱۔ مکاشفات صحیحہ ۲۔ رؤیائے صالحہ

۳۔ خفی وحی جو تفہیمات الٰہیہ سے نامزد ہو سکتی ہو۔ صـ ۱۰۶

ب۔ قرآن کریم وحی متلو ہے اور اسکے جمع کرنے اور محفوظ رکھنے میں وہ اہتمام بلیغ کیا گیا ہے کہ احادیث کے اہتمام کو اس سے کچھ نسبت نہیں۔ صـ ۱۰۱

فہرست مضامین "الحق مباحثہ دہلی"

انٹروڈکشن از مولوی عبدالکریم صاحبؓ

مباحثہ

مابین مولوی محمد بشیر صاحب بھوپالوی و سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدیٔ معہود علیہ السلام

اس مباحثہ کا بترتیب حروف تہجی انڈیکس تیار کرنے کی بجائے یہ زیادہ مناسب و مفید معلوم ہوتا ہے کہ فریقین مباحثہ کے پرچوں میں جو سوال و جواب و جواب الجواب وغیرہ مذکور ہیں اُن کا ایک ترتیب سے ذکر کر دیا جائے۔

اصرار پر قبول کیا گیا ہے کہ پہلے یہ عاجز ادلہ حیاتِ مسیحؑ تحریر کرے
ص ۳۱

مسیح موعودؑ ۔ مدعی اس کو قرار دیا جائے گا جو امورِ مسلّمہ فریقین کو چھوڑ کر ایک نئی بات کا دعویٰ کرے جو آیاتِ قرآنیہ کے خلاف خارق عادت زندگی کا قائل ہے اور کہتا ہے کہ مسیحؑ ابن مریم انسان ہو کر اور تمام انسانوں کے خواص اپنے اندر رکھ کر برخلاف نصوصِ قرآنیہ و حدیثیہ و برخلاف قانونِ فطرت مرنے سے بچا ہوا ہے اور مرورِ زمانہ کے اثر نے اُسے ارذل العمر تک نہیں پہنچایا۔ ص ۳۰، ۳۱

مولوی محمد بشیر ۔ آپ نے توضیح مرام میں یہ دعویٰ کیا ہے کہ حضرت مسیحؑ دنیا میں نہ آویں گے کیونکہ وہ وفات پاکر جنت میں داخل ہو چکے ہیں ۔ پھر آپ کے الہام میں یہ دعویٰ ہے کہ "مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے"۔ پس وفات مسیح ابن مریم آپ کا مستقل دعویٰ ہے۔ ص ۴۰

مسیح موعودؑ ۔ حقیقی طور پر مدعی کا لفظ اس شخص پر بولا جاتا ہے جو اپنے پہلے اقرار سے منحرف ہو کر ایک نئے اور جدید امر کا دعویٰ کرتا ہے اور اسی وجہ سے بارِ ثبوت اس پر ہوتا ہے ۔ (مثالوں سے اس امر کو واضح کیا ہے) یہ تعریف فریقِ مخالف پر صادق آتی ہے جو مسیحؑ کو بشر مان کر انکی غیر طبعی حیات کے مدعی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے عام قانونِ قدرت اور دائمی سنت اللہ سے مخالف ہے ۔ میرا وفاتِ مسیح پر دلائل لکھنا تو محض بطریق تنزل ہے اور اس کی وفات سے متعلق میرے الہام کو حقیقی طور پر مدعی ہونے سے کوئی تعلق نہیں۔ ص ۴۹ - ۵۲

مولوی محمد بشیر ۔ (الف) آپ قبل ادعائے مسیحیت براہین احمدیہ میں حیاتِ مسیحؑ کا اقرار کر چکے ہیں اب انکار کرتے ہیں ۔ وفات پا جانیکا خیال الہام کے بعد کا ہے پس اپنا ملہم ہونا ثابت کریں ۔ پھر الہام کا ملہم و غیر ملہم پر حجت ہونا ۔

(ب) علمائے مناظرہ نے جو مدعی کی تعریف لکھی ہے وہ آپ پر صادق آتی ہے اور آپ کی تعریف اس تعریف کے مخالف ہے ۔ ص ۶۴ - ۶۵

(ج) آپ نے اپنے بیان کو ایسے پیرایہ میں بیان کیا ہے کہ اس سے عوام دھوکا کھائیں ۔ اس کی ایک مثال آپ کی یہ بحث ہے کہ آپ مدعی نہیں ہیں ۔ صاحب من جس حالت میں مَیں خود مدعی ہو کر دلائل پیش کر چکا تھا آپ کو اس بحث کی کیا ضرورت تھی ۔ اگر آپ کو بحث منظور اور الزامِ فرار سے احتراز مدّ نظر ہے تو زائد باتوں کو چھوڑ کر میری اصل دلیل پر کلام و بحث کو محدود و محصور کریں ۔ ص ۷۵

مراسلت[۵] ۔ (ا) حضرت مرزا صاحب نے اگر مانع ناقض معارض ہونے کی صورت میں اگر نقض تفصیلی کے طور پر بلا سند یا مع السند یا معارضہ کے طور پر توضیح مرام وغیرہ میں یہ لکھا ہے کہ وہ بسبب فوت ہو جانے کے دنیا میں نہ آوینگے تو اس سے وہ مدعی نہیں ہو سکتے ۔ رشیدیہ وغیرہ سے سائل کی تعریف اور اُسے منع نقض معارضہ کرنیکا حق ہونا ص ۱۳۹

(ب) حسب آداب مناظرہ حضرت اقدس مدعی حقیقی اس مسئلہ متنازعہ میں نہیں ہو سکتے ۔ ص ۱۴۱

(ج) براہین میں حیاتِ مسیحؑ کے اقرار کا جواب ۔ لازم المذہب مذہب نہیں ہوتا ۔ اس سے بھی آپ کا مدعیٔ وفات ہونا ثابت نہیں ہوتا ۔ الہام کے بعد یقین وفاتِ مسیحؑ ہو گیا ۔ ص ۱۶۰

(د) مدعی کی تعریف جو حضرت مسیح موعودؑ نے کی ہے اس کی صحت کا ثبوت ۔ ص ۱۶۱ - ۱۶۲

(ھ) طرزِ مناظرہ کہ ایک میعاد کے بعد مدعی مجیب

---

[۵] مراسلت کے عنوان کے تحت جو کچھ لکھا جائیگا وہ مولوی محمد احسن صاحب امروہی کی تحریر ہوگی ۔ شمس

اور مجیب مدعی بن جائے (مندرجہ مراسلت ص۹۲) آپ کی یہ رائے بھی ناقص ہے مستحسن نہیں غصب منصب علمائے مناظرہ کے نزدیک مذموم ہے۔ مباحثہ تو حیات و وفات مسیح میں ہے جب آپ مدعی حیات نہ رہیں گے۔ تو مباحثہ ختم وفات خود بخود ثابت ہو جائیگی۔ ص۱۰۰

۳۔ **مولوی محمد بشیر** حیات مسیح کی دلیلیں پانچ آیتیں ہیں۔

دلیل اوّل۔ وان من اھل الکتٰب الّا لیؤمنن بہ قبل موتہٖ

دلیل دوسری۔ و یکلم الناس فی المھد و کھلا و من الصالحین ص۲۹

استدلال:۔ یہ آیت فی نفسہا حیات مسیح پر قطعیۃ الدلالۃ نہیں مگر بانضمام آیت و ان من اھل الکتٰب قطعی الدلالۃ ہو جاتی ہے۔ اور اس صورت میں زمانۂ دراز تک جسم کا بغیر طعام و شراب کے زندہ رہنا اور کچھ تغیر نہ آنا خارق عادت ہے اور ان کا کلام فی الکہولت بھی معجزہ ٹھیرتا ہے۔ ورنہ سب ہی کہول کلام کیا کرتے ہیں ص۲۶-۲۷

جواب از حضرت مسیح موعودؑ۔ کھل کے معنے بخاری۔ کشاف۔ قاموس وغیرہ میں "مضبوط جوان" لکھے ہیں کلام سے مراد خاص کلام ہے۔ جیسا کہ خورد سالی کے زمانہ میں اپنے نبی ہونے کا اظہار کیا۔ ایسا ہی جوانی میں بھر کر اور مبعوث ہو کر اپنی نبوت کا اظہار کرے گا۔ ص۳۷

مولوی محمد بشیر (ا) کھل کے معنے میں اہل لغت نے اختلاف کیا ہے۔ اسواسطے اس آیت کو قطعیۃ الدلالۃ بغیرہا کہا گیا تھا نہ لذاتہا۔

(ب) کھل کے معنے بخاری میں عن مجاہد الحلیم مروی ہیں اس سے جوان مضبوط کس طرح سمجھا جاتا ہے ص۴۸

مسیح موعودؑ۔ حلیم سے متعلق سوال کا جواب من یبلغ الحلم ص۶۳

مولوی محمد بشیر یبلغ الحلم میں حصر کرنا غیر مسلّم ہے۔ ص۷۳

مراسلت ۔ (ا) کھل پر بحث بحوالہ فتح البیان حافظ ابن قیم کا حوالہ کہ مسیح کی عمر ۱۲۰ برس ہوئی۔ اور ۳۳ برس میں رفع کا عقیدہ نصاریٰ کا ہے ص۱۳۰-۱۳۱

(ب) دلیل کی تعریف قطعی الدلالۃ وغیرہ کس کتاب میں لکھی ہے! ص۱۳۱

(ج) مولوی بشیر کے طرز استدلال سے قرآن مجید کی بہت سی آیات حیات مسیح پر قطعیۃ الدلالۃ ہو جائینگی ص۱۳۴

دلیل سوم ۔ وما قتلوہ یقیناً بل رفعہ اللّٰہ الیہ

یہ آیت بھی فی نفسہا قطعیۃ الدلالۃ نہیں مگر ظاہر اس سے رفع الروح مع الجسد ہے کیونکہ ما قتلوہ و ما صلبوہ کے ضمیر منصوب کا مرجع روح مع الجسد ہے اسلئے رفعہٗ کی ضمیر منصوب کا بھی روح مع الجسد ہے۔ علی الخصوص آیت وان من اھل الکتٰب سے ملا کر یہ بھی قطعی الدلالۃ ہو جاتی ہے۔ ص۲۷

جواب از حضرت مسیح موعودؑ۔ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ مسیح کو مصلوب ہونے سے بچا لیا اور بل رفعہ اللّٰہ الیہ میں آیت انی متوفیک و رافعک الیّ والے وعدہ کے ایفاء کی طرف اشارہ ہے اور مرنے کے بعد روح ہی اٹھائی جاتی ہے جیسے آیت ارجعی الی ربک اور آیت انّا الیہ راجعون۔ ص۳۸

مولوی محمد بشیر ۔ مان لیا بل رفعہ اللّٰہ الیہ میں رافعک کا وعدہ پورا ہوا۔ لیکن متوفیک میں موت مراد ہونا غیر مسلّم ہے۔ ص۴۸

مسیح موعودؑ۔ اگر متوفیک میں موت غیر مسلّم ہے تو

میرے اشتہار کا جواب دیکھیے جس میں ہزار روپیہ انعام کا وعدہ ہے۔ ص ۶۳

توفّی کے لفظ کا قبض رُوح اور موت کیلئے قطعیۃ الدلالۃ ہونے کا ثبوت صحیح بخاری میں متوفیك کے معنے ممیتك کے لکھے ہیں۔ ص ۸۴

مراسلت - (ل) ما قتلوه اور بل رفعه اللّٰه الیه میں ضمائر کا مرجع روح مع الجسد ہے یا صرف رُوح۔ ص ۱۳۳

(ب) توفّی کے معانی پر بحث ص ۱۳۴-۱۳۶

دلیل چہارم - انه لعلم للساعة فلا تمترن بها - یہ آیت بھی فی نفسہا قطعی الدلالت حیاتِ مسیحؑ پر نہیں ہے مگر ظاہر یہی ہے کہ ارجاع ضمیر انه کا طرف قرآن مجید کے بالکل خلاف سیاق و سباق ہے پس ضرور مرجع عیسٰی ہوئے - اس میں علامت قرب حدوث قیامت اور معجزات عیسویہ مراد نہیں ہو سکتے صرف مراد نزول ہے - یہ آیت بھی آیت وان من اھل الکتٰب اور اس کی تفسیر مندرجہ صحیحین کی وجہ سے حیاتِ مسیح پر قطعی الدلالۃ ہوگئی - ص ۲۷

جواب از حضرت مسیح موعودؑ - اِس آیت کو حضرت مسیحؑ کے دوبارہ نزول سے شکّی طور پر بھی کچھ تعلّق نہیں - یہودیوں کا صدوقی فرقہ قیامت کا منکر تھا مسیحؑ اپنی ولادت کی رُو سے بطور علم الساعۃ تھا مفسرین کی ایک جماعت نے انه کی ضمیر کا مرجع قرآن کریم لیا ہے اور آپ کے معنوں کے لحاظ سے نزولِ مسیحؑ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد کے منکرین قیامت کیلئے نشان ٹھیرایا جائے اور کہا جائے کہ اب قیامت کے وجود پر ایمان لے آؤ شک مت کرو ہم نے دلیل قیامت بیان کر دی تو یہ ایک ہنسی کی بات ہوگی۔ ص ۲۸-۲۹

دلیل پنجم ما اٰتاکم الرسول فخذوه وما نهاکم عنه فانتھوا - احادیث صحیحہ بکثرت موجود ہیں - جیسے حدیث متفق علیہ بروایت ابوہریرہؓ کہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم ..... فاقرؤا ان شئتم وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موته میں معنی حقیقی ابن مریم کے عیسٰی ابن مریم ہیں اور صارف یہاں کوئی موجود نہیں بلکہ آیت وان من اھل الکتٰب اس معنے کی تعیین کر رہی ہے - پس نزول عیسٰی علیہ السلام متعین ہوگیا - اس سے ظاہر یہی ہے کہ وہ زندہ ہیں - اِسی طرح حسن بصریؒ کی روایت ان عیسٰی لم یمت وانه راجع الیکم قبل یوم القیامة یہ حدیث اگرچہ مرسل ہے لیکن آیت وان من اھل الکتٰب اس کی عاضد ہے۔ ص ۲۸

جواب از حضرت اقدس علیہ السلام - جو حدیث نزول پیش کی ہے - نزول سے انکار نہیں - فہم ابوہریرہؓ حجت نہیں اِسی طرح حسن کی روایت مرسل ہے پھر کیونکر قطعی الدلالۃ ہوگی جبکہ بخاری کی حدیث مرفوع متصل ہے جو حضرت عیسٰیؑ کی وفات پر دال ہے مخالف ہے نیز قرآن مجید کی تعلیم سے مخالف ہے۔ ص ۳۹

مولوی محمد بشیر - فہم ابوہریرہؓ کو میں بھی حجت نہیں کہتا استدلال لفظ ابن مریم سے ہے جو حدیث میں واقع ہے - آپ وہ حدیث صحیح مرفوع متصل بیان فرمایئے تاکہ اس میں نظر کی جاوے اور مخالف تعلیم قرآن غیر مسلّم ہے۔ ص ۴۹

مسیح موعودؑ (ا) وہ حدیث ازالہ اوہام میں لکھی جا چکی ہے اور آخری پرچہ میں تنزلاً ثبوت وفات کیلئے وقت

وہ حدیث بھی لکھونگا۔ ص ۶۴ دیکھو ص ۸۶ – ۸۸

(ب) نزول ابن مریم حقیقی کا انکار ہے کیونکہ وہ زندہ نہیں واطلاق اسم الشئی علی مایشابہہ فی اکثر خواصہ و صفاتہ جائز حسن ۔ پس مثیل ابن مریم مراد ہے۔ ص ۶۴

مولوی محمد بشیر ۔ (ل)، برتقدیر وفات مسیحؑ نزول کے نہ ماننے کی کوئی وجہ معقول نہیں ۔ ص ۴۷

(ب) احادیث نزول کے سوائے دوسری حدیث بخاری کی بتایئے جس میں ابن مریم سے مثیل مراد لیا گیا ہو۔ ص ۴۷

مراسلت (ل)، ابوہریرہؓ کے قول کا جواب۔ ص ۱۲۸

(ب) نزول ابن مریم سے متعلق پیشکردہ حدیث کا جواب بعض میں واماکم منکم اور بعض میں امّکم منکم بعض مطلق آئی ہیں اور بعض مقید مطلق کو مقید پر محمول کیا جائیگا۔ ص ۱۵۸ و ۱۵۹ و ۱۶۴

مولوی محمد بشیر کا سوائے دلیل اوّل کے باقی دلائل کو واپس لینے کا اعتراف

اپنے پرچہ ۳ میں لکھا :-

"میری اصل دلیل حیات مسیح پر آیت اولیٰ ہے ۔ میرے نزدیک یہ آیت اس مطلوب پر دلالت کرنے میں قطعی ہے دوسری آیات محض تائید کے لئے لکھی گئی ہیں ۔ مرزا صاحب کو چاہیئے کہ اصل بحث آیت اولیٰ کی رکھیں"۔ ص ۴۰

نیز دیکھیں ص ۴۷ و ۷۵

دلیل اوّل آیت وان من اھل الکتٰب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ پر بحث

(الف) وجہ استدلال ۔ لیؤمننّ میں "ن" تاکید کا ہے ۔ جو مضارع کو خالص استقبال کے لئے کر دیتا ہے ۔ ماضی اور حال کی تاکید کے لئے نہیں آتا۔ کتب نحو سے حوالہ جات اور تائیدی آیات قرآنیہ ص ۲۱ – ۲۲

مطالبہ :- اگر جناب مرزا صاحب ایک آیت یا ایک حدیث یا کوئی کلام عرب عربا کا ایسا پیش کریں کہ اسمیں نون تاکید کا حال یا ماضی کے لئے یقینی طور پر آیا ہو یا کوئی عبارت کسی معتبر کتاب نحو کی جس میں تصریح امر مذکور کی ہے تو میں اپنے اس مقدمہ کو غیر صحیح تسلیم کرونگا۔ ص ۲۳ و ۲۴

جواب از حضرت مسیح موعودؑ ۔ (ل)، اس آیت کو قطعیۃ الدلالۃ بنانے کیلئے جدید قاعدہ بیان کر دیا کہ نون تاکید مضارع کو خالص استقبال کے لئے کر دیتا ہے۔ ص ۳۲

(ب) نون ثقیلہ کے ملانے سے ہر ایک مقام پر مضارع استقبال کیلئے نہیں ہو جاتا ۔ وہ آیات جن میں حال کے معنے قائم رہے ہیں یا حال اور استقبال بلکہ ماضی بھی اشتراکی طور پر ایک سلسلہ متصلہ ممتدہ کی طرح مراد لئے گئے ہیں ۔ ص ۳۳ و ۳۴

مولوی محمد بشیر (ل)، نون تاکید کا مضارع کو بمعنے استقبال کر دینا جدید قاعدہ نہیں کتب نحو میں مرقوم ہے ص ۴۱

(ب) پیشکردہ آیات جن میں مضارع مؤکد بہ نون ثقیلہ کو دوسرے زمانوں پر بھی حاوی سمجھا گیا ہے اُن میں صرف استقبالی معنے پائے جاتے ہیں ص ۴۳ – ۴۶

مسیح موعودؑ (ل) جمہور مفسرین اور صحابہؓ اور تابعین سے جو اہل زبان تھے اور آپ سے بہتر صرف و نحو جانتے تھے تفرد اختیار کرکے بوجہ نون ثقیلہ آپنے لیؤمنن کو خالص استقبال کے لئے قرار دیا ۔ ص ۵۲

(ب) میں نے آپکے قاعدہ نون ثقیلہ کا نام جدید اسلئے رکھا

کہ اگر یہ قاعدہ تسلیم کیا جائے تو نعوذ باللہ بقول آپکے حضرت ابن عباسؓ جیسے صحابی کو جاہل و نادان قرار دینا پڑے گا اور قرأت قبل موتھم کو افتراء اور نحویوں کو معصوم عن الخطا ماننا پڑیگا۔ ص ۶۰

(ج) علم نحو۔ (۱) صرف ونحو ایک ایسا علم ہے جس کو ہمیشہ اہل زبان کے محاورات اور بول چال کے تابع کرنا چاہیئے۔

۲۔ ہمارا یہ مذہب نہیں کہ یہ لوگ اپنے قواعد تراشی میں بکلی غلطی سے معصوم ہیں۔

۳۔ قرآن مجید میں نحوی قواعد کے خلاف ان ھذان لساحران لکھا ہے۔

۴۔ غرض التزام قواعد مخترعہ صرف ونحو کا حجج شرعیہ میں سے نہیں۔ یہ علم محض از قبیل اطراد بعد الوقوع ہے۔

۵۔ ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ ہم کسی طرح قرآن کریم کو ان کا تابع نہ ٹھیرادیں۔

۶۔ ہرایک زبان ہمیشہ گردش میں رہتی ہے اور گردش میں رہے گی۔ محاورات بدلتے رہتے ہیں۔ نہ معلوم جس زمانہ میں صرف ونحو کے قواعد مرتب کرنے کے لئے توجہ کی گئی کچھ محاورات میں تبدل واقع ہوگیا تھا۔

۷۔ میرا یہ مذہب نہیں ہے کہ قواعد موجودہ صرف ونحو غلطی سے پاک ہیں یا بہمہ وجوہ متمم ومکمل ہیں۔

۸۔ اگر فی الحقیقت نحویوں کا یہی مذہب ہے کہ نون ثقیلہ سے مضارع خالص مستقبل کے معنوں میں آجاتا ہے اور کبھی اور کسی مقام اور کسی صورت میں اس کے برخلاف نہیں ہوتا تو انہوں نے سخت غلطی کی ہے۔

۹۔ آیت لیومنن بہ آپ کے معنوں کے لحاظ سے اسی وقت قطعیۃ الدلالۃ ٹھیر سکتی ہے کہ ان سب صحابہؓ اور بزرگوں کے قطعیۃ الجہالت ہونے پر فتویٰ لکھا جائے۔ ص ۵۳-۵۵

۱۰۔ آیات جن میں نون ثقیلہ بمعنے حال واستقبال آیا ہے ان کا جو جواب مولوی محمد بشیر صاحب نے دیا اس کا جواب الجواب۔ آیت فلنولینک میں آپ نے مستقبل قریب کے معنے لیکر ہماری تائید کردی کیونکہ حال کا کوئی مستقل وجود نہیں حقیقت میں ماضی کے بعد استقبال ہی استقبال ہے۔ الوقت مقدار غیر قار یعنی وقت اس مقدار کا نام ہے جس کو ذرہ قرار نہیں ص ۶۱-۶۲

مولوی محمد بشیر (الف) ایسا مضارع کہ اس کے اوّل میں لام تاکید اور آخر میں نون تاکید ہو بمعنی ماضی کہیں نہیں آیا۔ قرآن یا صحیح حدیث سے ثبوت دیجیئے۔ ص ۶۶

(ب) جمہور مفسرین صحابہ اور تابعین نے اس آیت کو ہرگز بمعنی حال یا استمرار نہیں لیا۔ ص ۶۷

(ج) فلنولینک میں استقبال ہونے میں کوئی شک نہیں۔ ص ۷۳

مراسلت (۱) بحث نحوی بابت زمانہ حال۔ زمانہ حال ایک عرفی امر ہے۔ ص ۱۱۶-۱۱۷

۲۔ بحث لام تاکید با نون تاکید ثقیلہ۔ مولوی محمد بشیر نے ازہری کی عبارت وانہما تخلصان مدخولھما للاستقبال سے استقبال لے لیا حالانکہ یہاں صیغہ استقبال مراد ہے۔ جیسا کہا جاتا ہے صیغہ حال ہمچو صیغہ استقبال است۔ اور ازہری نے بھی ذٰلک ینافی المضی لکھکر بتادیا کہ وہ حال کے خلاف نہیں ص ۱۱۹ و ۱۴۱، ۱۶۵

۳۔ تفصیل حال جواب قسم فعل مثبت ص ۱۱۹

۴۔ ان آیات کا جواب جو مولوی محمد بشیر صاحب نے

اپنی تائید میں پیش کی تھیں ص ۱۲۱-۱۲۶

(۵) نحو وغیرہ علوم قرآن مجید کے تابع ہیں جعفر مرزا صاحب نے نون ثقیلہ کے معنے بتانے کے لئے قرآن مجید کی آیات پیش کیں تو آپ کے اس قول کے کیا معنے کہ مرزا صاحب نے کتاب نحو کی کوئی عبارت نقل نہ کی۔ ص ۱۳۹

(۶) قاعدہ جدیدہ لکھنا درست ہے بلکہ میں نے تو اجدّ ثابت کر دیا۔ جب لام تاکید جو حال کیلئے آتا ہو تو اس صورت میں نون ثقیلہ کا مضارع کو خالص استقبال کے لئے کر دینا ضروری نہیں ص ۱۴۱ و ۱۶۵

(۷) آیت فلنولینک قبلۃ میں بھی حال مراد ہے اور دیگر آیات پر بحث ص ۱۴۶-۱۵۰

(۸) حسن بصری کا یعنی النجاشی و اصحابہ کے ساتھ لیومنن بہ کی تفسیر کرنا اس کو حال کے معنے میں کر دیتا ہے۔ ص ۱۶۹ و ۱۷۰

(ب) **مولوی محمد بشیر۔ ترجمہ آیت** (۱) "ایک زمانہ آنے والا ہے کہ سب اہل کتاب اس میں حضرت عیسیٰؑ پر حضرت عیسیٰؑ کے مرنے سے پہلے ایمان لاوینگے۔"

(۲) موافق محاورۂ عرب و قواعد نحو اور محاورۂ کتاب و سنّت یہی صحیح معنے ہیں۔ اس کے سواسب غلط اور باطل ہیں۔ کیونکہ ان میں لیومنن کا لفظ خالص استقبال کے لئے باقی نہیں رہتا۔

(۳) اور وہ چار معنے ہیں۔

اوّل وہ جو عامہ تفاسیر میں منقول ہیں کہ موتہ کی ضمیر کتابی کی طرف راجع ہے۔

دوسرے معنے جو مرزا صاحب نے کشفی طور پر ازالہ اوہام کے ص ۳۷۲ پر لکھے ہیں۔

تیسرے وہ معنے ہیں جو مرزا صاحب نے ازالہ اوہام کے ص ۳۸۵ میں لکھے ہیں۔

چوتھے وہ ہیں جو مولوی ابو یوسف محمد مبارک علی سیالکوٹی نے القول الجمیل کے ص ۸۲ میں لکھے ہیں

۴۔ مؤیدین ترجمہ آیت مذکورہ سلف کی ایک جماعت ہے

۵۔ ابوہریرہؓ کا اسی طرف جانا صحیحین سے ظاہر ہے۔

۶۔ **ترجمہ پر اعتراضات اور انکے جوابات**

مرزا صاحب نے ازالہ اوہام کے ص ۳۶۸ اور ۳۶۹ میں اس ترجمہ پر چار اعتراض کئے ہیں۔

۔ اعتراض اوّل۔ آیت فائدہ تعمیم کا دے رہی ہے۔ اہل کتاب سے تمام وہ اہل کتاب مراد ہیں جو مسیحؑ کے وقت میں یا مسیحؑ کے بعد ہوتے رہیں گے۔

جواب۔ نون تاکید ثقیلہ آیت کو خاص زمانہ مستقبل سے وابستہ کرتا ہے ص ۲۵

۔ اعتراض دوم۔ احادیث صحیحہ باواز بلند پکار رہی ہیں کہ مسیحؑ کے دم سے اس کے منکر خواہ اہل کتاب ہوں یا غیر اہل کتاب کفر کی حالت میں مرینگے۔

جواب۔ ہو سکتا ہے کہ جن کفار کا علم الٰہی میں مسیح کے دم سے کفر کی حالت میں مرنا مقدر ہو انکے مرنے کے بعد سب اہل کتاب ایمان لے آویں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایمان سے مراد یقین ہو نہ ایمان شرعی ص ۲۶

۔ اعتراض سوم۔ کہ دجال بھی اہل کتاب میں سے ہو گا جو مسیحؑ پر ایمان نہیں لائیگا۔

اس کا جواب بھی سوال دوم میں آ گیا۔

۔ اعتراض چہارم۔ مسلم میں موجود ہے کہ مسیحؑ کے بعد شریر رہ جائیں گے۔ پھر قیامت آئے گی۔ اگر کوئی کافر نہیں رہے گا تو وہ کہاں سے آ جائیں گے۔

جواب - جیسے ابتداءً دنیا میں ایک زمانہ ایسا بھی ہو چکا ہے کہ کوئی کافر نہ تھا - پھر کفار جواب تک ہیں کہاں سے آگئے - ایسے ہی بعد عیسیٰؑ کے بھی ہو جائیں گے - ص ۲۶

جواب از حضرت مسیح موعودؑ - ۱ - آیت وان من اهل الکتٰب ذوالوجوہ ہے اور تفاسیر میں اس کے کئی معنے مذکور ہیں - ص ۳۱

۲ - استقبال کے معنے مان کر بھی یہ آیت حیات مسیحؑ پر قطعیۃ الدلالۃ نہیں رہتی کیونکہ اس کے دوسرے استقبالی معنے یہ بنتے ہیں :-

"کوئی اہل کتاب میں سے ایسا نہیں جو اپنی موت سے پہلے مسیحؑ پر ایمان نہیں لائیگا - "

- **دوسری قراءت** - اس کی تائید دوسری قراءت الّا لیؤمنن بہ قبل موتھم سے ہوتی ہے قرأت غیر متواترہ بھی حکم حدیث کا رکھتی ہے - اور وہی معنے قبول کے لائق ہیں جو دوسری قرأت کے مخالف نہ ہوں ص ۳۲

۳ - تفسیر ابن کثیر وغیرہ کے حوالے کہ نزول مسیحؑ کے بعد سب اہل کتاب اُن پر ایمان لے آئیں گے کوئی مفید نہیں لفظ نزول سے آسمان سے نزول نہیں سمجھا جاتا - وہ آیات جن میں نزول کا لفظ ہے مگر آسمان سے نزول مراد نہیں - ص ۳۵

۴ - اور جب آپ بعد نزول مسیح بھی ہزارہا لوگوں کا کفر پر مرنا مانتے ہیں تو آپ کے معنے آیت کیونکر درست ہوئے -

آپ کا ایمان بمعنی یقین لینا یا کفر پر مرنے والوں کو مومن قرار دینا کس نص قرآن یا حدیث سے ثابت ہے؟ ص ۳۵

اور ایسا تو ہر نبی کے زمانہ میں ہوتا ہے مسیحؑ کی خصوصیت کیا ٹھہری - لیکن اِنْ کا حرف کامل حصر کے لئے ہے جس سے کوئی فرد باہر نہیں رہ سکتا - ص ۳۶

۵ - آپ کے پیشکردہ معنے آیات قرآنیہ وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ اور اغرینا بینھم العداوۃ والبغضاء الی یوم القیامۃ کے بھی مخالف ہیں - ص ۳۷

مولوی محمد بشیر - ۱ - آیت وان من اهل الکتٰب کے دوسرے معنے استقبالی رنگ میں درحقیقت تین زمانوں کو شامل ہیں - اور یہ اطناب بلا فائدہ ہے اس صورت میں یؤمن کا لفظ ہوتا نہ لیومنن کا - اگر خالص استقبال لیں تو کلام بلاغت سے گرا جاتا ہے - اگر خالص استقبال پر محمول نہ کیجیئے تو مخالف قاعدہ مجمع علیہا نحاۃ کے ہے ص ۴۲، ۴۶

۲ - **دوسری قرأت قبل موتھم** - (ا) - یہ قرأت ہمارے معنے کے مخالف نہیں - اس کے معنے یہ ہیں کہ ہر اہل کتاب اپنے مرنے سے پہلے زمانہ آئندہ میں جس سے مراد زمانہ نزول حضرت عیسیٰؑ لیا جاوے مسیح پر ایمان لاوے گا -

(ب) قرأت غیر متواترہ عموماً قابلِ احتجاج نہیں -

(ج) خود توضیح مرام اور ازالہ اوہام میں قبل موتہ کا مرجع مسیح قرار دیا ہے - ص ۴۲

۳ - ابن کثیر کی عبارت پیش کرنے سے میرا مطلب یہ ہے کہ جو معنے مَیں نے اختیار کئے ہیں - اس طرف ایک جماعت سلف میں سے گئی ہے - ص ۴۶

۴ - مسیحؑ کے دم سے مرنے والے پہلے مرجائیں گے باقی ماندہ سب ایمان لے آویں گے - اِنْ کا حصر جس زمانہ کے لئے کیا گیا ہے اسکا پورا حصر ہے ص ۴۷

۵ - وان من اهل الکتٰب الا لیؤمنن بہ

قبل موتہ آیت عام مخصوص البعض ہے اور مخصص ہے جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ اور آیت داغرینا بینھم العداوۃ الآیہ کی ۔ صـ ۴۸

مسیح موعودؑ ۔ ۱ ۔ آیت وان من اھل الکتٰب کے جو معنے اکابر مفسرین نے کئے ہیں (بحوالہ کشاف ونووی ومدارک وتفسیر مظہری) انہوں نے بھی لکھا ہے کہ اِنْ موجودین کو بھی شامل ہے۔

۲ ۔ مرجع ضمیر موتہ ۔ ل ۔ موتہ کی ضمیر کا مرجع علیٰؑ کو قرار دینا ممنوع ہے ۔ اور ابو ہریرہؓ کا محض خیال درست نہیں ۔ اور اُبی بن کعبؓ کی قرأت قَبْلَ مَوْتِہِمْ سے بھی یہی بات ثابت ہے ۔

ب ۔ اور بہ کی ضمیر کا مرجع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی قرار دیا گیا ہے ۔ کیا حضرت ابن عباسؓ ۔ علی بن طلحہؓ اور عکرمہؓ وغیرہ صحابہؓ کو بھی نحوی قواعد کی خبر نہ تھی ؟

ج ۔ جب اس کے ساتھ اِنی متوفیک کے معنے ابن عباسؓ اور وھب اور محمد بن اسحاقؒ نے انی ممیتک کئے ہیں اور پھر کوئی تین گھنٹہ اور کوئی سات گھنٹہ اور کوئی تین دن تک موت کے بھی قائل ہیں تو قبل موتہ کا مرجع مسیحؑ کو ماننا اور بھی مستبعد ہو جاتا ہے ۔ یہ سب باتیں آپکے دعویٰ قطعیۃ الدلالۃ کے توڑنے کے لئے کافی ہیں صـ ۵۵-۶۰

د ۔ جب قبل موتہ کی ضمیر اہل کتاب کی طرف پھیری گئی اور اُس سے آپ حیات مسیح ثابت کرتے ہیں تو مسیحؑ کی زندگی جس کا ثابت کرنا آپ کا مدعا تھا کہاں اور کن الفاظ سے ثابت ہوئی ؟ صـ ۶۱

۳ ۔ قرأت قبل موتھم ۔ قرأت قبل موتہم غیر متواترہ کہنا کچھ فائدہ نہیں دیتا ۔ ابن عباسؓ اور جمہور علماء اسی قرأت کی بنا پر آیت کا مفہوم لیتے رہے ہیں جو مَیں نے الہامی معنے کئے ہیں ۔ وہ ان معنوں کے معارض نہیں وہ بجائے خود ایک معنے ہیں ۔ آیت ذوالوجوہ ہے ۔ صـ ۶۱

۴ ۔ حضرت عیسیٰؑ کے نزول کے بعد اور اُن کی موت سے پہلے ایک زمانہ ایسا ضرور ہوگا کہ اہل کتاب سب مسلمان ہو جائیں گے غلط ہے ۔ قرآن گواہ ہے کہ سلسلہ کفر کا بلافصل قیامت کے دن تک قائم رہیگا اور یہ کبھی نہیں ہوگا کہ سب لوگ ایک ہی مذہب ہو جائیں ۔ صـ ۶۳

مولوی محمد بشیر :۔ ۱ ۔ ازالۃ الاوہام اور توضیح المرام میں آیت وان من اھل الکتٰب کو وفات مسیحؑ کی دلیل بتایا گیا ہے ۔ حالانکہ آیت لیؤمنن بہ وفات مسیح پر اس وقت صریح الدلالۃ ٹھہر سکتی ہے کہ ان سب بزرگوں کی جہالت پر فتویٰ لکھا جائے ۔ صـ ۶۹

۲ ۔ نووی اور دیگر مفسرین کی عبارات کا جواب صـ ۷۰

۳ ۔ قبل موتھم اور صحابہ اور مفسرین کے موتہ کے دو مرجع قرار دینے سے اس آیت کے قطعیۃ الدلالت ہونے میں کوئی فرق نہیں آتا ۔ صـ ۷۱

۴ ۔ قرأت قبل موتھم فی الواقع ضعیف اور لائق احتجاج نہیں ۔ صـ ۷۲

۵ ۔ الہامی تفسیر اور قبل موتھم والی تفسیر میں تعارض ظاہر ہے ۔ صـ ۷۳

۶ ۔ جہان کے مفسرین اور جملہ صحابہ و تابعین حیات مسیحؑ کے قائل ہیں ۔ اگر آپ ایک صحابی یا ایک تابعی یا ایک امام مفسر سے بسند صحیح ثابت کر دیں کہ حضرت مسیحؑ اب زندہ نہیں تو ہم دعویٰ حیات مسیح سے دستبردار ہو جائیں گے ۔ صـ ۷۶

۷ ۔ آیات پیش کرتے ہوئے مَیں نے کہہ دیا تھا کہ میرا اصل متمسک اور مستقل دلیل پہلی آیت ہے ۔ پس زائد باتوں کو چھوڑ کر میری اصل دلیل پر کلام و بحث کو

محدود و محصور کریں - اور جو یَں نے بشہادتِ قواعدِ نحویہ اجماعیہ مضمون آیت کا زمانۂ استقبال سے مخصوص ہونا اور بصورتِ صحت تخصیص اس مضمون کا وقت نزولِ مسیح سے مخصوص ہونا ثابت کیا ہے اس کا غلط ہونا ظاہر کریں۔ ص۴۷-۷۵

مسیح موعودؑ - (ا) بقیہ چار آیات سے متعلق تو انہوں نے خود اقرار کر لیا کہ وہ کئی احتمال رکھتی ہیں اِس لئے قطعیۃ الدلالت نہیں۔ مدار دعوٰی کا آیت لیؤمنن بہ پر رکھا ہے اور خود تسلیم کرتے ہیں کہ بعض صحابہؓ اور تابعین اور مفسرین نے اس آیت کے اور بھی کتنے معنے کئے ہیں لیکن وہ غلط ہیں - وجہ یہ کہ لیؤمنن کا صیغہ نون ثقیلہ کی وجہ سے خالص استقبال کے معنوں میں ہو گیا - اور خالص استقبال کے معنے صرف آپکے معنوں سے محفوظ ہو سکتے ہیں۔ اس کا صریح مطلب یہ ہے - کہ ابن عباسؓ اور عکرمہ اور اُبی بن کعب وغیرہ صحابہ نحو نہیں جانتے تھے اور نحو کے اجتماعی قواعد جو مولوی صاحب جانتے ہیں انہیں معلوم نہ تھے۔ غور کرو کیا ابن عباسؓ جیسے جلیل الشان صحابیؓ کو ایسا الزام دینا درست ہے؟ ص۷۷-۷۸

(ب) ظاہر ہے کہ نحو کو انکے محاورات اور انکے فہم کے تابع ٹھہرانا چاہیئے نہ کہ اُن کی بول چال اور اُن کے فہم کا محک اپنی خود تراشیدہ نحو کو قرار دیا جائے۔ ص۷۸

(ج) قبل موتہم قرأت شاذہ ہی سہی مولوی صاحب کا فرض تھا کہ اس کا موضوع اور افتراء ہونا ثابت کرتے۔ امام بزرگ حضرت ابوحنیفہ فخر الائمہ سے مروی ہے کہ مَیں ایک ضعیف حدیث کے ساتھ بھی قیاس کو چھوڑ دیتا ہوں۔ ص۷۹

۲- اگر فرض کے طور پر صحابہ اور تابعین کے معنوں کو غلط بھی ٹھیرایا جائے تو پھر بھی مولوی صاحب کے معنے قطعیۃ الدلالۃ نہیں ٹھیر سکتے - اس کی وجوہ یہ ہیں :-

اوّل - اہل کتاب کا لفظ اکثر قرآن کریم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمعصر اہل کتاب کیلئے استعمال ہوا ہے۔ مولوی صاحب کے پاس اسجگہ ان اہل کتاب کے باہر رکھے جانے اور نامعلوم زمانۂ نزول مسیح کے اہل کتاب مراد لئے جانے پر کونسی قطعی دلیل اور حجت شرعی یقینی قطعیۃ الدلالۃ ہے۔ ص۸۰

دوم - لیؤمنن بہ کی ضمیر کے مرجع کے لئے کوئی قطعی ثبوت پیش نہیں کیا۔ تفسیر معالم التنزیل وغیرہ میں حضرت عکرمہ وغیرہ صحابہ سے مروی ہے کہ ضمیر بہ کا مرجع جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ہیں - ص۸۰

سوم - بنائے استدلال لیؤمنن کے استقبالی معنے ہیں۔ اگر یہ بنائے استدلال صحیح بھی تسلیم کر لی جائے تو اس آیت کے دو استقبالی معنے اَور ہو سکتے ہیں اور ان صورتوں میں لیؤمنن کا صیغہ خالص استقبال کے لئے ہوگا اور بموجب روایت عکرمہ برعایت آپ کے نحوی قاعدہ کے یہ معنے ٹھیرینگے :-

۱- "کوئی اہل کتاب میں سے ایسا نہیں جو اپنی موت سے پہلے مسیح پر ایمان نہیں لائیگا -" ص۳۲

۲- " کہ ایک زمانہ ایسا آئیگا - کہ اُس زمانہ کے موجودہ اہل کتاب سب کے سب نبیؐ خاتم الانبیاءؐ پر اپنی موت سے پہلے ایمان لے آئیں گے -" جس ایمان کے طفیل انہیں مسیح ابن مریم پر بھی ایمان لانا نصیب ہو جائیگا۔ اور اس صورت میں آپ کے معنے ہی فاسد ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ فقط عیسیٰؑ پر ایمان لانا نجات کے لئے کافی نہیں لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بہ کا مرجع قرار دینے

اور موتہ میں ضمیر کا مرجع کتابی قرار دینے سے معنے درست ہونگے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ضمن میں خود حضرت عیسیٰؑ وغیرہ انبیاء سب ہی آجائیں گے۔ نام احمد نام جملہ انبیاء است۔ یہ معنے بھی خالص استقبال کے ہیں۔ اس سے آپ کا کوئی اعتراض باقی نہ رہا۔ ص ۸۱–۸۳

چہارم۔ (ا) قطعیۃ الدلالت اُس کو کہتے ہیں جس میں کوئی دوسرا احتمال پیدا نہ ہوسکے۔ ص ۶۰

(ب) لیکن صحابہؓ کے وقت سے اس آیت کو ذوالوجوہ قرار دیتے چلے آئے ہیں۔ ابن کثیر کا حوالہ ص ۸۳

(ج) ابن جریر یا ابن کثیر کا اپنا مذہب کچھ ہو۔ یہ شہادت کہ اس آیت کے معنے اہل تاویل میں مختلف ہیں۔ انہوں نے بڑی بسط سے بیان کر دی۔ اس لئے یہ آیت قطعیۃ الدلالت نہ رہی وہو المطلوب ص ۸۳، ص ۸۸–۸۹

۳۔ بطور نمونہ وفات مسیحؑ ابن مریم کے دلائل

۱۔ یا عیسیٰ انی متوفیک و رافعک الیّ

(ا) لفظ توفی کے قبض رُوح اور موت کیلئے قطعیۃ الدلالت ہونیکا ثبوت۔

(ب) بخاری جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے اسمیں زیر تفسیر آیت فلما توفیتنی۔ متوفیک کے معنے ممیتک درج ہیں۔

(ج) ترتیب وضعی آیت کی پہلے وفات پھر رفع بتاتی ہے جو رفع رُوح ہے۔ اس میں تقدیم و تاخیر کرنا یہودیوں کی سی تحریف ہے اور رفع کی حقیقت ص ۸۴–۸۶

۲۔ حدیث بخاری فلما توفیتنی کے معنے اَمَتَّنِی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کو اپنے حق میں استعمال فرما کر ان معنوں پر مہر کر دی کہ مسیحؑ کے حق میں بھی یہ لفظ انہی معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

شارح بخاری نے لکھا ہے۔ اس آیت کی تفسیر کے ماتحت متوفیک کے معنے ممیتک آیت فلما توفیتنی کی تفسیر کرنے کی غرض سے لایا ہے۔ پس آنحضرتؐ کے قول سے وفات مسیحؑ ثابت ہے۔ اور یہ حدیث مرفوع متصل ہے جس کے آپ طالب تھے اور ابن عباسؓ جیسے صحابی نے بھی موت مسیحؑ کا اظہار کر دیا باقی دلائل کتاب ازالہ اوہام میں میں نے لکھ دئے ہیں۔ ص ۸۶–۸۸، ص ۸۹

مراسلت

۱۔ (ا) کوئی ایسا زمانہ نہیں گذرا جس میں کوئی کافر نہ ہو۔ ص ۱۲۹

(ب) کافر و مومن ہمیشہ رہینگے۔ آیات قرآنیہ و احادیث۔ ص ۱۵۵ و ۱۵۶

(ج) وان من اھل الکتٰب عام ہے اور اس کی تخصیص بلا وجود مخصص درست نہیں۔ ص ۱۵۲ و ۱۵۳ و ۱۵۴

(د) آیت اغرینا بینھم العداوۃ کی بھی آیت لیومنن بہ مخصص نہیں ہوسکتی ص ۱۵۷

۲۔ اگر آپ آیت لیومنن بہ قبل موتہ کو قطعیۃ الدلالۃ سمجھتے تو دیگر مؤیدات پیش کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ ورنہ وہ آیت قطعیۃ الدلالۃ فی نفسہا نہیں رہتی۔ ص ۱۳۸

۳۔ نسخ اصولیوں کے نزدیک اخبار میں نہیں ہوتی ص ۱۵۵

۴۔ الا لیؤمن ہوتا اگر حال ہوتا لیومنن نہ ہوتا کا جواب۔ ص ۱۴۲–۱۴۳

۵۔ آیت لیؤمنن بہ ذوالوجوہ ہے اور آیت فی المھد دکھلاؤ اتنی نہیں۔ پھر اسے کیوں قطعی الدلالت کہتے ہو۔ ص ۱۵۷

۶۔ جواب اس بات کا کہ آیت وان من اھل الکتٰب

ثابت نہ ہوا۔ اور تقریب محض ناتمام رہی ص ۱۱۰-۱۱۱

۱۱۔ فقہ حدیث کی رُو سے ثبوت وفاتِ مسیح ص ۱۱۲

۱۲۔ علم نحو کی رُو سے۔

(الف) نون ثقیلہ سے متعلق بحث۔ شاہ ولی اللہ صاحب کا عام قواعد نحو کے خلاف قرآن مجید میں وارد الفاظ سے متعلق مذہب۔ اور یہ کہ لیؤمنن سے متعلق بیضاوی میں جملہ قسمیہ انشائیہ بنایا گیا ہے نہ جملہ خبریہ۔ ص ۱۱۳

(ب) لیؤمنن بہ ترکیب نحوی میں کیا واقع ہوا ہے؟ ص ۱۱۴

(ج) بحث سیاق و سباق آیت از روئے نحو ص ۱۱۵

مراسلت میں متفرق امور

۱۔ مباحثہ دہلی خلاف منشاء علمائے دہلی

(الف) آپ نے کہا تھا کہ یہ مباحثہ میرا علی الرغم مولانا سید نذیر حسین صاحب و محمد حسین صاحب وغیرہ کے واقع ہوا ہے۔ جب اُن میں سے کسی کو بحث میں شریک کیا گیا تو ان علماء نے بخدمت حضرت مرزا صاحب سلمہ یہ تحریر کر بھیجا کہ اس مباحثہ کی فتح و شکست کا اثر ہم پر نہ پہنچیگا اور یہ خبر سب دہلی میں بھی مشہور ہو گئی۔ ص ۹۳

(ب) بروقت ملاقات آپ نے بتایا۔ جب میاں صاحب مد ظلہ نے باصرار کہا کہ اگر مباحثہ کرتے ہو تو اس میں مولوی محمد حسین صاحب وغیرہ سے مشورہ کر لو۔ تب آپ نے اُن سے کہا مجھ کو اپنی ادلّہ پر ایسا وثوق کہ حاجت اعانت اور مشورہ کی ہرگز نہیں۔ ص ۱۰۱

۲۔ مباحثہ دہلی سے آٹھ ماہ پیشتر قرار پایا تھا کہ ہم دونوں خلوت میں بیٹھ کر گفتگو کریں۔ اور خالصاً للہ یہ عہد کیا تھا کہ جو بات حق ہوگی وہ مان لینگے اور اگر غلط ہو تو ردّ کر دینگے۔ تین مجلسیں ہوئیں۔ اور اعلام الناس آپ کو سُنائی گئی۔ پھر لوگوں کے ڈر سے وہ مجالس آپ نے ختم کر دیں۔ اور آپنے یہ بھی ایک روز کہا کہ حیاتِ مسیح فی الحقیقت ثابت نہیں اگرچہ خلافِ مذہب جمہور ہے۔ مگر اس کو کسی سے تم مت کہو۔ عوام کے الزاموں کے ڈر سے آپنے وعظ میں حضرت اقدسؑ کو دجّال کذاب کہا۔ لیکن جب استفسار کیا گیا تو آپ نے فرمایا۔ میں مرزا صاحب کو اس امر میں خطا پر جانتا ہوں خواہ خطا الہامی ہو یا خطا اجتہادی یا خطا عمدی ص ۹۵-۹۶

آپکے نزدیک دعاوی حضرت مرزا صاحب سلسلہ ممکنات شرعیہ میں داخل تھے نہ ممتنعات شرعیہ میں ص ۹۹

۳۔ خواب۔ آپنے اپنے متعلق یہ خواب سنایا تھا کہ میں مکان کے اندر کھانا کھا رہا ہوں جسم پر لباس نہیں ہے معلوم ہوا ڈپٹی امداد علی صاحب مرحوم آئے ہیں انکے استقبال کے واسطے باہر گیا تو دیکھا وہ اندر آ گئے ہیں۔ میرے معانقہ کے قصد پر انہوں نے کہا۔ تمہاری حالت و ہیئت تو جنّوں کی سی ہے۔ میں نے پہلے جواب دینا چاہا لیکن جواب نہ دیا۔ صرف یہ کہا۔ ہم قصور ہوا معاف کیجیئے۔ ص ۱۵۹

۴۔ مولوی محمد بشیر صاحب کے دھوکے اور مغالطے اور خلاصہ بحث۔ ص ۱۷۵-۱۷۷

تمّت بالخیر

فہرست مضامین "آسمانی فیصلہ"

ا

کے لئے آزمائش کا طریق کیا ہو۔ صٓ ۱۵ — ۲۰

ب

بیعت کی غرض

۱۔ دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو۔ اور اپنے مولیٰ کریم اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل پر غالب آجائے اور ایسی حالتِ انقطاع پیدا ہو کہ سفر آخرت مکروہ معلوم نہ ہو۔

۲۔ اس غرض کے حصول کیلئے صحبت میں رہنا اور ایک حصہ اپنی عمر کا اس راہ میں خرچ کرنا ضروری ہے۔

۳۔ ایسی بیعت کہ ملاقات کی پرواہ نہ رکھنا سراسر بے برکت اور صرف ایک رسم کے طور پر ہوگی صٓ ۳۵۱

ت

تکفیر

۱۔ مولوی نذیر حسین صاحب جو خود اوّل الکافرین ٹھیرائے گئے انہیں اور اُن کے شاگرد شیخ بٹالوی کو دوسرے مسلمانوں کو کافر بنانے کا ایسا ہی جوش ہے جیسے راستبازوں کو مسلمان بنانے کا شوق ہوتا ہے۔ صٓ ۱

۲۔ پرہیزگار علماء کا یہ فرض ہونا چاہیئے کہ جب تک کوئی اقوالِ مستلزم کفر کا اپنے منہ سے صاف اقرار نہ کرے تب تک ایسے شخص کو کافر بنانے میں جلدی نہ کریں صٓ ۲

۳۔ میری تکفیر کرنے والے میاں نذیر حسین نے میرے اشتہارات کی جن میں مَیں نے اسلامی عقائد پر ایمان رکھنے کا اظہار کیا اور انا مؤمن کہا لیکن پھر بھی انہوں نے میری تکفیر کی اور لست مومنا کہا۔ صٓ ۲ و ۳

۴۔ میاں صاحب کی تکفیر سے ہندوستان اور پنجاب کے لوگ آگ بگولا ہوئے اور سخت فتنہ میں پڑ گئے۔ صٓ ۲ و ۳

تقدیر مبرم

مومن کامل کی دُعا سے مشابہ بہ تقدیر مبرم تقدیریں بدلائی جاتی ہیں۔ لیکن جو تقدیر حقیقی اور واقعی طور پر مبرم ہو وہ نہیں بدلائی جاتی۔ خواہ وہ ولی۔ نبی اور رسول کا ہی درجہ رکھتا ہو۔ صٓ ۱۴

تمثّل شیطان بصورت انبیاء

دیکھو "شیطان"

پ

پناہ

خداوندِ قادر و قدوس میری پناہ ہے۔ مَیں تمام کام اپنا اُسی کو سونپتا ہوں۔ صٓ ۲۵

پیشگوئیاں

۱۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کی کھوپڑی میں ایک کیڑا ہے جس کو ضرور ایک دن خدا تعالیٰ نکال دے گا۔ بہتر ہے کہ وہ اپنی پالیسی بدل لیوے اور منہ کو لگام دیوے۔ ورنہ ان دنوں کو رو رو کر یاد کریگا۔ صٓ ۱

۲۔ مکفّرین کی نسبت:۔ آخر یہ لوگ بہت شرمندگی کے ساتھ تکفیر کے جوش سے دستکش ہو کر ایسے ٹھنڈے ہو جائیں گے۔ جیسے کوئی بھڑکتی ہوئی آگ پر پانی ڈالدے۔ بہتوں پر عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے کہ وہ کافر بنانے اور گالیاں دینے کے بعد پھر رجوع کرینگے اور بدظنی اور بدگمانی کے بعد پھر حسن ظن پیدا کرینگے۔ صٓ ۲۹

۳۔ اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۸ء کی پیشگوئی کا انتظار کریں جس کے ساتھ یہ بھی الہام ہے۔ ویسئلونک أحق هو قل اى و ربي انه لحق وما انتم بمعجزين۔ زوجنكها لا مبدل لكلماتي۔ وان يروا اية يعرضوا ويقولوا سحر مستمر صٓ ۴۰

ج

ان علامات کے ذریعہ آزمایا جائے جو خدا تعالیٰ نے
قرآن مجید میں مومن کی بیان فرمائی ہیں۔ صـ۱۲
۵۔ مومن کی علامات مندرجہ قرآن یعنی کثرت بشارات
کثرت استجابت دعا اور کثرت انکشاف مغیبات
اور کثرت انکشاف معارف قرآنی کے ذریعہ فیصلہ
کرنے کے لئے میاں نذیر حسین صاحب کو دعوت۔
انہیں اختیار ہے کہ بٹالوی صاحب مولوی عبد الجبار
صاحب و مولوی عبد الرحمٰن صاحب لکھو کے والے
اور مولوی محمد بشیر صاحب بھوپالوی کو اس مقابلہ
میں اپنے ساتھ ملا لیں۔
اگر میاں صاحب گریز کریں تو یہی حضرات میرے
سامنے آجاویں۔ اگر یہ بھی گریز کریں۔ تو میاں رشید احمد
صاحب گنگوہی اس کام کیلئے ہمت کریں صـ۱۴ و ۱۵
مقابلہ کا طریق اور اسکی تفصیلات دیکھو "مقابلہ"

ر

رشید احمد گنگوہی (مولوی)

قرآن مجید میں مومن کی چار بیان شدہ علامات کے
ذریعہ فیصلہ کرنے کے لئے مولوی گنگوہی صاحب کو دعوت
صـ۱۵

رفع الی اللہ

قرآن کریم میں مسیح کے آسمان کی طرف اٹھا لینے کا کوئی
ذکر نہیں بلکہ وفات دینے کے بعد رفع کا ذکر ہے
جیسے تمام فوت شدہ راستبازوں کا ہوتا ہے۔ صـ۷

س

سخت کلامی

مولوی نذیر حسین صاحب اور انکی جماعت کی سخت کلامی
کافر و دجال نام رکھنا اور گالیاں دینا صـ۲۵

سنت اللہ

استجابت دعا کو قدیم سے مبارک ذات علت العلل
نے اپنی سنت ٹھیرایا ہے۔ اُسی ذات قدوس کی
یہ بھی سنت ہے کہ مصیبت رسیدہ لوگ مقربین
الٰہی کے انفاس پاک یا دعا اور توجہ سے رہائی
پائیں۔ صـ۱۸

ش

شوریٰ

۱۔ رسالہ آسمانی فیصلہ کے لئے ایک مجلس شوریٰ یہ
غور کرنے کے لئے بلائی گئی کہ رسالہ میں جس انجمن کا
ذکر ہے اس کے کون کون صاحبان ممبر قرار دیئے
جائیں۔ یہ مضمون مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی
نے ۲۷ دسمبر ۱۸۹۱ء بعد نماز ظہر مسجد کلاں
(قادیان) میں پڑھ کر سنایا۔ بالاتفاق قرار پایا
کہ سر دست رسالہ مذکور کو شائع کر دیا جائے اور
مخالفین کا عندیہ معلوم کرکے بعد ازاں بتراضی فریقین
ممبر مقرر کئے جائیں۔ صـ۲۶
۲۔ اسمائے حاضرین برائے شوریٰ صـ۲۶ و ۲۷

شیطان کا تمثل

تمثل شیطان سے وہی خواب رسول مقبول کی مبرا ہو سکتی
ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن کے حلیہ پر
دیکھا گیا ہو۔ ورنہ شیطان کا تمثل انبیاء کے پیرایہ
میں نہ صرف جائز بلکہ واقعات میں سے ہے۔ اور
شیطان لعین تو خدائے تعالیٰ کا تمثل اور اس کے عرش
کی تجلی دکھلا دیتا ہے پھر انبیاء کا تمثل اُسپر کیا مشکل ہے صـ۲۸

ع

عباس علی (لدھیانوی)

۱۔ اس کے ارتداد کا ذکر

(الف) الہام اصلھا ثابت و فرعھا فی السماء کی تشریح
اس الہام میں میر صاحب کی کسی فطرتی خوبی کا ذکر ہے جو غیر متبدل ہے۔ بلا شبہ یہ مسلّم ہے کہ کفار میں بھی بعض فطرتی خوبیاں ہوتی ہیں۔ ص ۳۳

(ب) اُن میں زبردست طاقت اخلاص تھی۔ اور وہ بھی خیال کرتے تھے میں ایسا ہی ثابت قدم رہونگا۔ پس یہ الہام اُن کے موجودہ حال پر دلالت کرتا تھا۔ نہ کہ مآل پر۔ اور خدا تعالیٰ کے کلام میں اسکے نمونے بہت ہیں۔

(ج) اُن کے اخلاص و ارادت کا ذکر۔ بعض خطوط میں اپنی خوابوں کی بنا پر معیتِ دائمی ظاہر کی ہے کسی پوشیدہ خامی اور نقص کی وجہ سے آزمائش میں پڑ گئے اور آخر کار دشمن بن گئے۔

(د) جبکہ میں مسیحؑ کے نمونہ پر ہوں تو جیسے اُن کے خاص دوستوں میں سے یہودا اسکریوطی اور پطرس کو ٹھوکر لگی۔ ایسے ہی یہاں بعض مدعیان اخلاص کے واقعات میں بھی وہ نمونہ ظاہر ہوتا

(ھ) الہام اصلھا ثابت میں ضمیر تانیث بھی لغزش کی طرف اشارہ کرتی تھی۔ لیکن بٹالوی کی وسوسہ اندازی نے اور بھی میر صاحب کی حالت کو لغزش میں ڈالا۔
ص ۳۵-۳۷

۲- میر صاحب کے اشتہار (۱۲ر دسمبر ۱۸۹۱ء) کا جواب

(الف) میر صاحب نے لکھا ہے کہ اُن میں رسول نمائی کی طاقت ہے۔ اور یہ کہ اُن سے اس بارہ میں مقابلہ نہیں کیا۔ کہ دونوں مسجد میں بیٹھ جائیں۔ یا تو مجھ کو رسول کریمؐ کی زیارت کرا کے اپنے دعاوی کی تصدیق کرا دی جائے یا میں زیارت کرا کر اس بارہ میں فیصلہ کرا دونگا۔ اگر میر صاحب ایسے باکمال تھے تو پہلے اِس عاجز سے بدوں تصدیق نبویؐ کے کیوں بیعت کی اور کیوں دس سال تک خلوص نماؤں کے گروہ میں رہے اور رسول اللہ سے مشورہ نہ کیا۔ بلکہ انہوں نے اپنی خوابیں لکھیں کہ آنحضرتؐ نے خواب میں اس عاجز کی نسبت فرمایا کہ وہ شخص واقعی طور پر خلیفۃ اللہ اور مجدّدِ دین ہے۔ ص ۳۷-۳۸

(ب) زیارتِ حقّہ کی علامت یہ ہے کہ اُس کے ساتھ خوارق اور علاماتِ خاصہ بھی ہوں۔ مثلاً رسول اللہؐ کی بعض بشارتیں پیش از وقوع قضاء و قدر کی باتوں پر اطلاع یا قرآن کریم کے بعض نئے حقائق و معارف اِن علاماتِ اولیہ کو اپنی خواب کے ساتھ ثابت کر دیں تو ہمیں دکھانا ضروری نہیں اپنا دیکھنا ہی ثابت کر دیں۔ ص ۳۹

(ج) بغرض تائیدِ حق اس نے بھی حاضر ہوں کہ میر صاحب رسول نمائی کا عجوبہ بھی دکھلا دیں۔ قادیان میں آ جائیں مسجد موجود ہے۔ اُن کے آنے جانے اور خوراک کا تمام خرچ اس عاجز کے ذمہ ہوگا۔ اگر آئیں گے تو اپنی پردہ دری کرائینگے۔ ص ۴۰
- عبد الجبار غزنوی و مولوی عبد الرحمٰن لکھوکے والے کو بھی مولوی نذیر حسین صاحب مومن کی چار علامات کے ذریعہ مقابلہ کرنے کے لئے اپنے ساتھ ملائیں۔ اگر وہ گریز کریں تو خود میدان میں آئیں۔ ص ۱۵

عزت

حقیقی طور پر انسان کی کیا عزت ہوتی ہے صرف اس کے نُور کے پرتوہ پڑنے سے عزت ہوتی ہے۔
ص ۴۴

مولوی محمد حسین بٹالوی

۱۔ مولوی صاحب کو مسلمانوں کی تکفیر کا بڑھتا ہوا شوق اور مؤلف رسالہ کو ان کا اور اُن کے استاد میاں نذیر حسین کا کافر قرار دینا۔ ص ۱ و ۲

۲۔ دہلی کی جامع مسجد میں مؤلف رسالہ کو فحش گالیاں دینا پھلور کے سٹیشن پر ایک جماعت کے روبرو سخت کلامی کرنا اور اکتوبر ۱۸۹۱ء کو منشی فتح محمد کے نام کارڈ میں گالیاں دینا۔ ص ۸ و ۹

۳۔ اس کے کبر کا نمونہ۔ اشتہار میں مؤلف رسالہ کی نسبت لکھنا کہ یہ میرا شکار ہے اور مؤلف کا جواب اگر میں شکار ہوتا تو اس کے اُستاد کو دہلی میں کیوں جا پکڑتا۔ فرعون موسیٰؑ کو اپنا شکار سمجھتا رہا۔ آخر رود نیل نے دکھا دیا کہ واقعی طور پر شکار کون تھا۔ ص ۱۱

۴۔ بحث لدھیانہ کے بعد اشتہار دیا کہ اس کے آسمانی نشانوں کی دعوت کی طرف متوجہ نہ ہو۔ آخر ابن صیاد بھی تو نشان دکھاتا تھا اور دجال معہود بھی دکھائیگا۔ پھر نشانوں کا کیا اعتبار ہے۔ ص ۲۱

۵۔ شیخ بٹالوی اس عاجز کے مخلصین کی نسبت قسم کھا چکے ہیں کہ لاغوینّھم اجمعین اور اس قدر غلو کہ شیخ نجدی کے کلام کا استثنا بھی انکے کلام میں نہیں الا مخلصین کو باہر رکھ لیتے۔ ص ۳۶

مرتد

دیکھو "تضاد"

مسیح علیٰ

۱۔ سارے قرآن میں ایک دفعہ بھی انکی خارق عادت زندگی اور ان کے دوبارہ آنے کا ذکر نہیں۔ فوت ہو جانے کا ذکر ہے۔ ص ۵

۲۔ قرآن کریم میں اُن کے آسمان کی طرف اٹھا لینے کا کہیں ذکر نہیں۔ بلکہ وفات دینے کے بعد اپنی طرف اٹھانیکا ذکر ہے۔ ص ۷

مسیح موعودؑ

۱۔ حضرت مسیح موعود کی کتب براہین احمدیہ اور سرمہ چشم آریہ آپ کے جاںنثار خادم دین اسلام ہونیکا ثبوت ہیں۔ ص ۲

۲۔ تمام عقائد اسلامی پر ایمان کا اظہار ص ۲ و ۳

۳۔ بٹالوی کی بدگوئی کا جواب اے خدا تیرے پر چھوڑا اگر تیری یہی مرضی ہے وہی میری ہے۔ میں تو صرف تیری رضا چاہتا ہوں۔ میری روح بول رہی ہے کہ تو میرے لئے ہے اور ہوگا۔ ص ۹

۴۔ اس شبہ کا جواب کہ جو شخص مسیح موعود ہونے کا مدعی ہے وہ کیوں یک طرفہ ایسے نشان نہیں دکھلاتا جن سے لوگ مطمئن ہو جائیں۔ اسلئے کہ تمام لوگ علماء کے تابع ہیں اور انہوں نے بذریعہ اشتہارات یہ بات پھیلا دی ہے کہ یہ شخص کافر اور دجال ہے کتنے ہی نشان دکھلا وے قبول کے لائق نہیں اس لئے بغیر مقابلہ اب حق ظاہر نہیں ہو سکتا۔ ص ۲۱

۵۔ صداقت کی دلیل آپ کی وہ شجاعت اور استقامت ہے۔ جب تک آسمان کا خدا کسی کے ساتھ نہ ہو وہ دکھا نہیں سکتا۔ ص ۲۳

۶۔ مسیح موعود اور علماء

کیا کوئی زندہ مُردوں سے ڈرا کرتا ہے جو ان سے ڈروں ص ۱۱

مقابلہ

۱۔ کامل مومن کی علامات اربعہ کے ذریعہ مقابلہ کیلئے

شرائط۔ لاہور میں ایک انجمن کا تقرر وغیرہ ص ۱۵-۱۹

۲۔ ضرورت اسلئے کہ عوام الناس علماء کے تابع ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ نشانوں کی طرف متوجہ ہونا نہ چاہیئے۔ ابن صیاد بھی نشان دکھاتا تھا اور دجّال معہود بھی دکھائیگا۔ پس مقابلہ کے ذریعہ حق ظاہر ہوسکتا ہے ص ۲۱

۳۔ اس روحانی مقابلہ میں مغلوب ہونے کی صورت میں اقرار شائع کردوں گا کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں لیکن میں یقین رکھتا ہوں۔ میرا خدا ہرگز ایسا نہیں کرے گا اور وہ مجھے ضائع نہیں کرے گا۔ ص ۲۰

۴۔ یہ فیصلہ کرنے کے لئے کہ درحقیقت مومن کون اور کافروں کی سیرت کون رکھتا ہے یہ مقابلہ کی صورت ہے۔ ص ۲۲

۵۔ روحانی تائید مومنوں کے لئے ہوتی ہے نہ کافروں کے لئے۔ پس حق و باطل میں کھلا کھلا فرق ظاہر کرنے کے لئے مقابلہ کی ازحد ضرورت ہے۔ ص ۲۴

مقبول بارگاہ الٰہی

۱۔ مقبولوں کی قبولیت کثرتِ استجابت دُعا سے شناخت کی جاتی ہے۔ یعنی ان کی اکثر دُعائیں نہ یہ کہ سب کی سب قبول ہو جاتی ہیں۔ ص ۱۷

۲۔ ان کی برکات کا ذکر۔ کہ ان کی برکات سے یہ جہان آباد ہو رہا ہے۔ بارشیں ہوتی ہیں۔ اُن کے وجود نوعی کے ساتھ دنیا کا خاتمہ ہو جائیگا۔ کیونکہ حقیقی آفتاب اور ماہتاب دنیا کے وہی ہیں۔ اس امر کے سمجھنے کے لئے وہ نور درکار ہے جو عارفوں کو ملتا ہے۔ ص ۱۸-۱۹

۳۔ ایک بُت پرست موحد کے مقابلہ میں آکر استجابت دُعا میں ایک دوسرے کی آزمائش کریں تو بت پرست سخت ذلیل ہوتا ہے۔ ص ۱۹

منسوخ

کیا قرآن میں لکھا ہے کہ قتل خنزیر کا نیا حکم لانیوالا اور قرآن کے بعض احکام کو منسوخ کرنے والا ظہور کرے گا۔ اور برخلاف قرآنی آیت جزیہ نہ لے گا۔ ص ۲۵

مومن کامل

مومن کامل کی آزمائش کے لئے سہل طریق مقابلہ ہے، اگرچہ مومن کامل کا فیض تمام دنیا میں جاری وساری ہوتا ہے۔ اس کی برکت سے دنیا کی کل چلتی ہے لیکن جو لوگ خاص طور پر ارادت اور عقیدت کے ساتھ اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ وہ نہ صرف اس کی برکت سے دنیا کی مرادات پاتے ہیں بلکہ اپنا دین بھی درست اور اپنے ایمانوں کو قوی اور اپنے رب کو پہچان لینے اور بکثرت آسمانی نشانوں کو دیکھ لیتے ہیں۔ ص ۱۹

میر عباس علی لدھیانوی

دیکھو "عباس علی"

ن

نذیر حسین (میاں)

۱۔ ان کی تکفیر کی اصل حقیقت اور ان کی مصنوعی فتح کی واقعی کیفیت اور ان کے ہم خیال لوگوں کو اصلی فیصلہ کی طرف دعوت۔ ص ۱

۲۔ میاں نذیر حسین صاحب اور اُن شاگرد شیخ محمد حسین بٹالوی کا مذہب یہ معلوم ہوتا ہے کہ

اگر ننانوے وجوہ ایمان کی کھلی کھلی اُن کی نگاہ میں پائی جائیں اور ایک ایمانی وجہ کوتاہ نظری کی وجہ سے سمجھ نہ آوے تو پھر بھی ایسے آدمی کو کافر کہنا ہی مناسب ہے۔ صـ۱

۳۔ میاں نذیر حسین صاحب کا باوجود حضرت مسیح موعودؑ کے اپنے عقائد اسلامی کے ماننے کے اظہارات اور جملہ امور ایمانیہ پر ایمان رکھنے کے اعلانات کے باوجود کافر بے دین دجال وغیرہ کہنا صـ۲-۳

۴۔ ۲۰؍ اکتوبر ۱۸۹۱ء کے دن میاں نذیر حسین نے بحث کو ٹالنے کے لئے یہی عذر کیا۔ تم کافر ہو۔ پہلے اپنا عقیدہ تو مطابق اسلام ثابت کرو۔ اشتہار ۲۳؍ اکتوبر کے علاوہ جس میں آپ نے عقائد درج کئے اپنے ہاتھ سے ایک تحریر بھی لکھ کر دی کہ میں ان تمام عقائد پر ایمان رکھتا ہوں مگر باوجود اس کے انہوں نے میری تکفیر کی ۔ صـ۴

۵۔ نفس امارہ نے اُن کے دل پر ایسا قبضہ کر لیا کہ خوفِ خدا کا کوئی خانہ خالی نہ رہا۔ صـ۴

۶۔ میاں نذیر حسین پر واضح کر دیا گیا۔ میں صرف اس بات میں آپ کا مخالف ہوں کہ حضرت مسیح علیہ السلام فوت شدہ ہیں۔ اور اُن کی جسمانی حیات کا قائل نہیں۔ صـ۵

۷۔ میاں نذیر حسین صاحب سے مباحثہ کے لئے مستعد ہونے کی وجہ یہ ہے کہ لوگوں کے خیال میں اُن کی علمی حالت سب سے بڑھی ہوئی ہے اور وہ علمائے ہند میں بیخ کی طرح ہیں۔ اور کچھ شک نہیں کہ بیخ کے کاٹنے سے تمام شاخیں خود بخود گریں گی۔ صـ۶

۸۔ پیشگوئی کہ میاں نذیر حسین صاحب ہرگز بحث نہیں کریں گے۔ اگر کریں گے تو ایسے رسوا ہونگے کہ مُنہ دکھانے کی جگہ نہیں رہیگی۔ صـ۶

۹۔ میاں نذیر حسین صاحب بحث کے لئے اس لئے نہ نکلے کہ انہیں معلوم تھا کہ حضرت مسیحؑ کی وفات قرآن کریم اور حدیث صحیحہ مرفوعہ سے بخوبی ثابت ہے اور اب وہ ہمیشہ کے لئے شکست یاب ہوگئے اور اسی مغلوبی میں اس عالم سے گذر جائینگے صـ۷

۱۰۔ میاں صاحب کے ناحق ظلموں سے ایک یہ بھی ہے کہ انہوں نے بٹالوی کو مجھے طرح طرح کی گالیوں اور لعن طعن کے لئے کھلا چھوڑ دیا ہے اور اسکے فعل پر راضی ہیں۔ صـ۸

۱۱۔ میاں نذیر حسین صاحب کے تقویٰ اور خدا پرستی اور علم و معرفت کی ساری قلعی کھل گئی۔ ترکِ تقویٰ سے ایک ذلت پہنچ گئی۔ ایک اور ذلت ابھی باقی ہے۔ صـ۱۱

۱۲۔ میاں نذیر حسین صاحب اور بٹالوی نے میری نسبت کفر اور بے دینی کا فتوٰی لکھا۔ وہ اس طریق سے فیصلہ کی طرف آئیں کہ فریقین کو ان علامات میں آزمایا جائے جو خداوند تعالےٰ نے مومن اور کافر میں فرق ظاہر کرنے کے لئے قرآن کریم میں ظاہر فرمائی ہیں۔ تا حقیقی مومن کو خدا تعالےٰ تہمت کفر سے بری کرے۔ صـ۱۲-۱۳

نشان

۱۔ یکطرفہ نشان اس صورت میں دکھایا جا سکتا ہے اگر علماء شائع کر دیں کہ ہم مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اور مومنین کاملین کی علامات ہم میں نہیں اور

نشانات دکھانے پر بلا عذر قبول کریں گے اور تکفیر سے باز آجائیں گے۔ صـ۲۲

(ب) نشانوں کا سلسلہ تو ابتداء سے جاری ہے ہر ایک صحبت میں رہنے والا بشرطیکہ صدق اور استقامت سے رہے کچھ نہ کچھ نشان دیکھ سکتا ہے صـ۲۲

نصیحت

ا۔ میاں نذیر حسین صاحب کی مصنوعی فتح پر خوش ہونے والوں کو نصیحت صـ۱۰

ب۔ جماعت کو میر عباس علی صاحب کی لغزش کا ذکر کر کے نصیحت۔ خدا سے ڈرو۔ ہمیشہ دعا کرتے رہو کہ وہ محض اپنے فضل سے تمہارے دلوں کو حق پر قائم رکھے اور لغزش سے بچاوے۔ استقامتوں پر بھروسہ مت کرو۔ صـ۲۵

نور الدینؓ (حضرت مولوی حکیم)

ا۔ آپ کا خط ڈاکٹر جگن ناتھ کو نشان دکھانے سے متعلق۔ صـ۲۸

ب۔ آپ کی تعریف۔ کہ آپ فانی فی ابتغاء مرضاۃ ربی ہیں۔ اور انکسار اور ادب اور ایثار مال و عزت اور جانفشانی میں فانی ہیں صـ۲۸

نیچری فرقہ

فرقۂ نیچریہ کا یہ سراسر خام وہم ہے۔ کہ استجابت دعا کچھ بھی چیز نہیں۔ حالانکہ جیسے دوا میں تاثیر ہے ویسے ہی دعا میں ہے۔ صـ۱۸

وفات مسیحؑ

میاں نذیر حسین صاحب کو حضرت مسیح موعودؑ کا لکھنا کہ میں آپ سے صرف اس بات میں مخالف ہوں کہ مسیح علیہ السلام کی جسمانی حیات کا قائل نہیں اور یہ کہ وہ فوت شدہ ہیں۔ تمام قرآن میں ایک دفعہ بھی انکی خارق عادت زندگی اور انکے دوبارہ آنے کا ذکر نہیں۔ اُن کے صعود و نزول کے عقیدہ کو نہ صرف اپنے الہام کی رُو سے بلکہ نصوص بیّنہ قطعیہ قرآن کی رُو سے لغو اور باطل سمجھتا ہوں صـ۵

وحی نبوت سے مراد شریعت جدیدہ ہے

کیا آنے والا مسیح قرآن کریم کے بعض احکام منسوخ کریگا۔ اور آیت الیوم اکملت لکم دینکم اور حتّٰی یعطوا الجزیۃ عن ید منسوخ ہو جائینگی اور نئی وحی قرآنی وحی پر خط نسخ کھینچ دے گی۔ دشمن قرآن نہ بنو اور خاتم النبیین کے بعد وحی نبوت کا سلسلہ جاری نہ کرو۔ صـ۲۵

فہرست مضامین "نشانِ آسمانی"

جس کا دوسرا نام "شہادۃ الملہمین" بھی ہے

ا

ایلیاء

پ

پیشگوئیاں

(ب) یہ پیشگوئی تیس برس پہلے کی ہے ۔ گلاب شاہ مجذوب نے کہا ۔ عیسیٰ جوان ہوگیا ہے ۔ لدھیانہ آویگا ۔ تو دیکھیگا کہ مولوی انکار کریں گے ۔ وہ تفسیر کی غلطیاں نکالے گا ۔ فیصلہ قرآن سے کریگا ۔ قادیان میں ہے (میاں کریم بخش نے پہلے اس قادیان کو سمجھا جو لدھیانہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے) آنے والے عیسیٰ کا نام غلام احمد ہے، جب عیسیٰ لدھیانہ میں آوے گا تو اس کے بعد کال پڑیگا ۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا ۔ ص ۲۱-۲۵

(ج) گلاب شاہ مجذوب کی دوسری پیشگوئیاں جو پوری ہو چکی ہیں ۔ ص ۲۵-۲۶ و ۲۷

۲ ۔ ہمارے سید و مقتدا رسول اللہ کی پیشگوئی کہ اس امت کی اصلاح کے لئے ہر ایک صدی پر اللہ تعالیٰ مجدد مبعوث کرتا رہے گا ۔ لیکن چودھویں صدی کے سر پر عظیم الشان مہدی کا ظہور ہوگا ۔ ص ۱۸

۳ ۔ حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئیاں

اس عاجز کی گذشتہ پیشگوئیاں تین ہزار کے قریب ہیں جو اکثر استجابت دعا کے بعد ظہور میں آئی ہیں اُن میں سے دلیپ سنگھ کے قصد ارادہ پنجاب میں ناکام رہنے اور پنڈت دیانند کے فوت ہونے اور شیخ مہر علی صاحب رئیس لدھیانہ کے ابتلاء اور پھر رہائی کی نسبت پیشگوئی اور بٹالوی صاحب کے مخالف ہوجانے کی نسبت پیشگوئی ص ۳۶

ت

تبلیغ روحانی ص ۳۸

تزکیہ اور فنا فی اللہ کا کمال یہی ہے ۔ کہ ظلمات جسمانیہ سے اس قدر تجرد حاصل کرے کہ فقط روح باقی رہ جائے ۔ یہی مرتبہ عیسویت کا ہے ۔ ص ۸

ح

حدیث

لا مھدی الا عیسیٰ ابن مریم ۔ یعنی مہدی کے کمال مرتبہ پر وہی پہنچتا ہے جو اول عیسیٰ بن جائے یعنی تبتل الی اللہ میں ایسا کمال حاصل کرے جو فقط روح رہ جائے ۔ تب وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک روح اللہ ہو جاتا ہے اور آسمان میں اس کا نام عیسیٰ رکھا جاتا ہے ۔ ص ۸

حیات مسیحؑ

حیات مسیح کے عقیدہ پر الوہیت مسیح کی بنیاد رکھی گئی ۔ ص ۷

د

دجالیت

۱ ۔ مرتبہ کاملہ دجالیت یہ ہے کہ حسب مضمون اخلد الی الارض نفسانی نشیبوں کی طرف جھکتا جھکتا گہری تاریکیوں کے غاروں میں پڑ کر تاریکی مجسم ہو جائے ۔ ص ۸

۲ ۔ عیسوی حقیقت کے مقابل پر دجالیت کی حقیقت کا ہونا ایک لازمی امر ہے ۔ کیونکہ ضد ضد سے شناخت کی جاتی ہے ۔ یہ دونوں حقیقتیں نبی صلعم کے وقت سے شروع ہیں ۔

ابن صیاد کا آپ نے دجّال نام رکھا اور حضرت عمرؓ کو کہا
کہ تجھ میں عیسٰیؑ کی مشابہت پائی جاتی ہے۔ ص ۸
۳۔ دجالیت کاملہ کے مقابلہ پر ضروری تھا کہ
عیسویت کاملہ بھی ظاہر ہوتی۔ نبی کریم صلعم نے
جن بدباتوں کے پھیلنے کی آخری زمانہ میں خبر دی
ہے اسی مجموعہ کا نام دجالیت ہے۔ ص ۹
۴۔ دجالیّت کی تاریں آسمانی حربہ کے سوا کوئی
کاٹ نہیں سکتا اور کوئی اس حربہ کو چلا نہیں
سکتا بجز اس کے جو آسمان سے اترے۔ سو
عیسٰی نازل ہو گیا۔ ص ۹

ر

رشتہ ناطہ

لوگوں نے یہاں تک دشمنی کی ہے کہ رشتہ ناطہ
کو چھوڑ دیا ہے۔ ص ۳۷

رُوح اللہ

رُوح اللہ کی حقیقت دیکھو زیر "حدیث"
"لا مھدی الا عیسٰی"

ز

زکوٰۃ نہ دینے پر تہدید۔ قریب ہے کہ
منکرِ زکوٰۃ کافر ہو جائے۔ پس فرض عین ہے جو
اسی راہ میں اعانتِ اسلام میں زکوٰۃ دی جائے کہ
زکوٰۃ سے کتابیں خریدی جائیں اور مفت تقسیم کی جائیں
ص ۴۹

س

سلطان القلم مسیح موعود اور مہدی سلطان القلم
ہوگا اور اُس کی قلم ذوالفقار کا کام دیگی ص ۱۵

سید احمد (بریلوی) دیکھو "احمد"

سنت اللہ

کسی شخص کے دوبارہ ظہور سے متعلق ص ۵
دیکھو "ظہور ثانی"

ظ

ظہورِ ثانی

۱۔ خدا تعالیٰ کی قدیم سے یہ سنت جاری ہے کہ
بعض اوقات وہ ایک کامل فوت شدہ کے
دوبارہ آنے کی کسی اہلِ کشف کے ذریعہ سے
خبر دے دیتا ہے اور مراد صرف یہ ہوتی ہے
کہ اس شخص کی طبع اور سیرت پر کوئی شخص
پیدا ہوگا۔ مثلاً ملاکی نبی نے ایلیاہ کے دوبارہ
ظہور سے متعلق کہا تھا۔ مگر حضرت مسیحؑ نے انہیں
کہا کہ ایلیاہ سے مراد یوحنا زکریا کا بیٹا ہے جو
یحیٰی بھی کہلاتا ہے۔ ص ۵
۲۔ یہودیوں کے اہلِ سنت والجماعت کا اتفاق
ایلیاہ نبی کے دوبارہ آنے پر تھا مگر ان کا اجماع
مسیح کے آنے سے پاش پاش ہو گیا۔ ص ۵

ع

عزم

میں نے قصد کیا ہے کہ اب قلم اٹھا کر پھر اسکو اس وقت
تک موقوف نہ رکھا جائے۔ جبتک خدا تعالیٰ اندرونی
اور بیرونی مخالفوں پر کامل طور پر حجت پوری کر کے
حقیقت عیسویہ کے حربہ سے حقیقت دجالیت کو پاش پاش

نہ کرے سلسلۂ تالیف کو بلا فصل جاری کرنے کے لئے
میرا پختہ ارادہ ہے۔ ص ۴۸ — ۴۹

عقائد

نہ مجھے دعوئ نبوت و خروج از امت اور نہ میں
منکرِ معجزات اور ملائک اور لیلۃ القدر سے انکاری
اور آنحضرت صلعم کے خاتم النبیین ہونے کا قائل
ہوں۔ ص ۳۰

عیسیٰ موعود

دیکھو "مسیح موعود"

عیسیٰ نام کی عمومیت

ہمارے علماء عیسیٰ کے لفظ سے کیوں چڑتے ہیں۔
اسلام کی کتابوں میں تو سخت مکروہ چیزوں کا نام
بھی عیسیٰ رکھا گیا ہے۔ برہان قاطع میں زیر لفظ
عین لکھا ہے۔ عیسیٰ دھقان کنایہ شراب
انگوری اور عیسیٰ نو ماہہ۔ خوشہ انگور جس سے شراب
بنائی جائے۔ شراب انگوری کو بھی کہتے ہیں۔
جس شخص کو اللہ جل شانہ اپنی قدرت اور فضل
خاص سے دجالیت موجودہ کے مقابل عیسیٰ کے نام
سے موسوم کرے وہ ان کی نظر میں کافر ہے ص ۲۰

عیسویت۔

عیسویت کی حقیقت یہ ہے کہ ظلمات جسمانیہ سے
اس قدر تجرد حاصل کرے کہ فقط روح باقی رہ جائے
(نیز دیکھو "دجالیت") ص ۸

ف

فتوئ تکفیر

۱۔ میں مثیلِ مسیح ہوں مسیح کو بھی یہود کے فقیہوں
اور فریسیوں نے یہی تکفیر کا فتویٰ دیا تھا۔

۲۔ بٹالوی نے فتویٰ تیار کرنے میں تین قسم کی خیانت کی ہے
اوّل۔ بعض لوگ جو مولویت اور فتویٰ دینے کا
منصب نہیں رکھتے تھے وہ صرف مکفرین کی
تعداد بڑھانے کے لئے مفتی قرار دیئے گئے
ص ۴۲
دوم۔ جو علم سے خالی علانیہ فسق و فجور میں مبتلا
تھے اُن کی مہریں لگائی گئیں
تیسرے جو علم و دیانت رکھتے تھے انہوں نے
مہر نہیں لگائی تھی لیکن بٹالوی صاحب نے
اُن کا نام بھی لکھدیا
ان تینوں قسم کے بارے میں تحریری ثبوت موجود
ہے۔ اگر بٹالوی صاحب یا کسی اور صاحب کو شک
ہو تو لاہور میں جلسہ کرکے ہم سے ثبوت طلب کریں۔
ص ۴۳

۳۔ مولوی حافظ عظیم بخش صاحب پٹیالوی کا خط
مع اُن کے اشتہار کے۔ انہوں نے بٹالوی صاحب
کو لکھا۔ میں مرزا صاحب کے مکفرین کو خود کافر
سمجھتا ہوں۔ اس لئے فتوئ تکفیر میں میری طرف
منسوب کرکے جو عبارت لکھی ہے وہ کاٹ دیں
میں تو حضور سے بیعت ہو چکا ہوں۔ ص ۴۴-۴۵

۴۔ اسی طرح مولوی عبداللہ پٹیالوی کا خط ص ۴۵

(آسمانی) فیصلہ

۱۔ رسالہ "آسمانی فیصلہ" پر بٹالوی صاحب کی جرح
اور اس کا جواب۔ ص ۳۰

۲ - آسمانی فیصلہ کی درخواست القاء الٰہی سے تھی
بٹالوی صاحب کا نشان نمائی کے لئے ایک سال کی میعاد
کی بجائے ایک ہفتہ مقرر کرنا اور اسکی نامنظوری
کی وجہ کہ ملہم اپنی طرف سے نہیں بدل سکتا -
صـــ ۳۱

۳ - فیصلہ کا طریق - ایک سال کی مہلت پر
آئندہ کے لئے آزمائش کریں - ہر ایک پیشگوئی
جو کسی دعا کی قبولیت سے ظاہر ہو - کسی اخبار
میں بقید اس کے وقت ظہور کے چھپوا دیں -
اس طرف سے بھی یہی کارروائی ہو سال گزرنے
کے بعد معلوم ہو جائیگا کہ کون مؤید من اللہ
اور کون مخذول اور مردود ہے - صـــ ۳۶

ق

قرآن شریف

قرآن شریف کا ایک شعشہ یا نقطہ منسوخ نہیں ہوگا
صـــ ۳۰

قصیدۂ نعمت اللہ ولی جسکا پہلا شعر یہ ہے

۱ - قدرتِ کردگار مے بینم - حالتِ روزگار مے بینم
صـــ الف - ج

۲ - مولوی محمد اسمٰعیل صاحب شہید دہلوی جس زمانہ میں اس
کوشش میں تھے کہ سید احمد مہدیٔ وقت قرار
دیئے جائیں - اس زمانہ میں انہوں نے یہ قصیدہ
اپنی کتاب "اربعین فی احوال المہدیین"
جس کا طبع سن ۱۲۶۸ھ ہے شائع کیا تھا -
صـــ ۳ و ۱۰ و صـــ ۹ - ۱۰

۳ - قصیدہ حضرت نعمت اللہ ولی کے ابیات
جو مہدیٔ ہند سے متعلق ہیں - مع شرح صـــ ۱۱ - ۱۷

ک

کتابیں اور سلسلۂ تالیف

مَیں نے قصد کیا ہے کہ قلم اٹھا کر پھر اس کو
اُس وقت تک موقوف نہ رکھا جائے جبتک
کہ خدا تعالٰے اندرونی اور بیرونی مخالفوں پر کامل
طور پر حجت پوری کر کے حقیقتِ عیسویہ کے حربہ سے
حقیقت دجالیہ کو پاش پاش نہ کرے - سلسلۂ
تالیفات کو بلا فصل جاری رکھنے کا ارادہ ہے -
کتابوں کے نام جنہیں آپ شائع کرنے کا ارادہ
رکھتے تھے - صـــ ۴۸ - ۴۹

(میاں) کریم بخش جمالپوری

۱ - جس نے نہایت رقت کے ساتھ مجذوب گلاب شاہ
کی پیشگوئی بیان کی صـــ ۲ - ۳

۲ - اُس کی طرف سے مسلمانوں کی آگاہی کے لئے
ایک سچی گواہی مؤکد بہ حلف آخری عمر میں یہ
جانتے ہوئے کہ مجھ پر بھی کفر کا فتویٰ لگے گا -
اگر یہ میری طرف سے افترا ہو تو اس جہان
میں خدا تعالٰے مجھ پر عذاب نازل کرے - پھر
مجذوب گلاب شاہ کی پیشگوئی ظہور مسیح موعود
علیہ السلام سے متعلق - صـــ ۲۱

۳ - میاں کریم بخش صاحب کی زندگی صلاح و تقویٰ سے
گذری حضرت مولوی محمد حسن صاحب رئیس لدھیانہ کی
اس کے متعلق شہادت لی جاسکتی ہے - صـــ ۲۸ - ۲۹

۲- تجدید دین کے لئے اپنی عمر کے سن چالیس میں مبعوث ہوا ہوں۔ صـ۴

۳- مسیح موعود کے دعویٰ کی تصدیق خوابوں کے ذریعہ صـ۳۹

۴- مسیح موعود کی صداقت معلوم کرنے کے لئے استخارہ کا طریق اور یہ کہ خوابیں لکھنے والے مؤکد بعذاب قسم کھا کر خوابیں لکھیں۔ صـ۴۰-۴۱

۵- عیسیٰ موعود ہونے کا دعویٰ تیرہ سو برس سے آج تک کسی نے بجز اس عاجز کے نہیں کیا کہ عیسیٰ موعود میں ہوں صـ۱۷

مقابلہ

بٹالوی صاحب کا ایمانی مقابلہ سے گریز۔ اُن کو اور میاں نذیر حسین صاحب کو اس وقت تک یکطرفہ نشان کے لئے استدعا کا حق نہیں جب تک یہ شائع نہ کریں کہ ہم صرف نام کے مسلمان ہیں اور در اصل ایمانی انوار و علامات ہم میں موجود نہیں۔ کبر شکنی کے لئے میں نے یہی شرط آسمانی فیصلہ میں قرار دی ہے۔ اگر اپنے ایمانی کمالات کے دعوے سے دست بردار ہوجائیں تو پھر یکطرفہ ثبوت ہمارے ذمہ ہے۔ صـ۳۵

نیز دیکھو "محمد حسین"

منسوخ

قرآن کریم کا ایک شعشہ یا نقطہ منسوخ نہیں ہوگا صـ۳۰

موضوع رسالہ نشان آسمانی

بعض اولیاء اور مجاذیب کی شہادتیں صـ۱ نیز دیکھو "پیشگوئیاں"

مہتاب علی جالندہری

ایک شعبدہ باز جو بیعت کرکے سلسلۂ بیعت میں داخل ہوگیا۔ صـ۲۴

مہدی

۱- شعر "مہدیٔ وقت و عیسیٰ دوراں" دلالت کرتا ہے کہ وہی مہدی مسیح موعود بھی ہوگا اور سید احمد صاحب بریلوی نے مسیح موعود ہونے کا کبھی دعویٰ نہیں کیا۔ پھر مولوی محمد جعفر صاحب نے یہ بھی غور نہیں کیا کہ

"پسرش یادگار مے بینم"

اس پر کیوں کر صادق آسکتا ہے صـ۷

۲- مہدی کی پیشگوئیوں کے سمجھنے میں لوگوں نے دھوکے کھائے ہیں اور غلط فہمی کی وجہ سے ہر جگہ مہدی کے لفظ سے محمد بن عبداللہ سمجھ لیا گیا ہے۔ حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کئی مہدیوں کی خبر دیتے ہیں۔ ایک اُن میں سے وہ بھی ہے جس کا نام حدیث میں سلطان مشرق رکھا گیا ہے۔ جس کی جائے ظہور ممالک مشرقیہ ہندوستان ہوگا اور فارسی الاصل اور حارث ہوگا اور اس کے ظہور کا زمانہ چودھویں صدی اور اس صدی کا مجدد قرار دیا گیا ہے۔ صـ۱۰

۳- مہدی و مسیح موعود کی دعوت کا زمانہ چالیس برس تک ہوگا۔ صـ۱۴

۴- مہدی کی علماء وقت مقلدین اپنی قدیمی عادت کے موافق تکفیر و تضلیل کریں گے۔ (بحوالہ حجج الکرامہ مولوی صدیق حسن خان صاحب) صـ۱۸

۵ - مہدی کے سلسلۂ بیعت میں داخل ہونے والے عارف لوگ ہوں گے جو اہلِ شہود و کشف ہونگے
ص ۱۸

۶ - مہدی اور تلوار - مولوی صدیق حسن خان صاحب نے "تلوار سے مراد مہدی کی تلوار لینے میں غلطی کی ہے - اگر ایسا ہوتا تو علماء کی کیا مجال تھی کہ انہیں کافر اور دجال کہہ سکتے - مراد گورنمنٹ کی تلوار ہے -
ص ۱۹

۷ - مہدی کے مکفّرین - دوسری غلطی انہوں نے یہ کی ہے کہ امام موعود کے منکرین مقلدین حنفی وغیرہ کو ٹھیرایا ہے - حالانکہ یہی موحدین اوّل المکفرین ہوئے -
ص ۱۹

۸ - سلطان المشرق - مہدی سلطان المشرق جس کے جہاد رُوحانی جہاد ہیں جو دجالیّت کے پھیلنے کی وجہ سے عیسٰی کی صفت پر نازل ہُوا
ص ۲۰

۹ - مہدی اور مسیح ایک - حافظ ابن القیم نے اپنی کتاب منار میں مہدی کے متعلّق چار اقوال لکھے ہیں - جن میں سے ایک قول یہ ہے کہ مہدی مسیح ابن مریم ہے - مہدی اور عیسٰی دونوں نام رکھے جانے کی دلیل -
ص ۲۰

ن

نبی کی علامات

سچے نبی کی تورات میں یہ علامتیں نہیں قرار دیں کہ آگ سے بازی کرے یا لکڑی کے سانپ بنادے بلکہ یہ علامت قرار دی ہے کہ اُس کی پیشگوئیاں وقوع میں آجائیں - یا اُس کی تصدیق کے لئے پیشگوئی ہو - کیونکہ استجابت دُعا کے ساتھ اگر حسبِ مراد کوئی امرِ غیب خدا تعالیٰ کسی پر ظاہر کرے اور وہ پُورا ہو جائے تو بلا شبہ اُس کی قبولیت پر ایک دلیل ہو گی - خدا تعالیٰ نے اپنے مرسلین کی ایک علامت خاصہ امورِ غیبیہ قرار دی ہے - فلا یظھر علی غیبہ احدا الّا من ارتضٰی من رسول -
ص ۲۸

نسخ

قرآن کریم کا ایک شعشہ یا نقطہ منسوخ نہیں ہو گا
ص ۳۰

نشان

۱ - "نشانِ آسمانی" اس رسالہ کا دوسرا نام شہادات الملہمین ہے - جو جون ۱۸۹۲ء میں شائع ہُوا -
ص ٹائیٹل طبع اوّل

۲ - نشان نمائی - ایمانی نشانوں کی آزمائش میں مقابلہ کے مطالبہ کی وجہ -
ص ۳۲

۳ - رسالہ "نشانِ آسمانی" کی امدادِ طبع کے لئے خطوط اور ان کا خلاصہ
ص ۴۶-۴۷

۴ - نشانوں کی دو قسمیں - ایک وہ کہ اُن میں سحر و مکر و دست بازی وغیرہ میں تفرقہ و تمیز کرنا نہایت مشکل بلکہ محال ہوتا ہے اور دوسرے وہ نشان ہیں جو ان مغشوش کاموں سے بکلّی

امتیاز رکھتے ہیں - قرآن کریم کا معجزہ اسی دوسری قسم کا ہے - ص ۳۳

(ب) صرف شفاء امراض پر حصر رکھنا ایک دھوکا ہے جب تک اس کے ساتھ پیشگوئی نہ ہو - سلب امراض میں عمل الترب ہیں۔ مشق کرنیوالے خواہ وہ عیسائی ہوں یا ہندو یا یہودی یا مسلمان یا دہریہ اکثر کمال رکھتے ہیں - ص ۳۳

۴ - دو نشان (۱) میاں گلاب شاہ اور نعمت اللہ ولی کی دونوں پیشگوئیاں نشان ہیں - اگر کوئی نشان دکھانے کے لئے تیار ہے تو وہ بھی اپنے حق میں ایسی دو پیشگوئیاں کسی گذشتہ ولی کی پیش کرے - اگر کوئی اس درجہ ثبوت سے ثابت کرے تو ہم سزائے موت اٹھانے کے لئے تیار ہیں - ص ۳۶

(۲) لوگ دشمن ہو گئے - رشتہ ناطہ چھوڑ دیا - ان حالات میں بالآخر ہم فتح پا جائیں تو اس سے بڑھ کر اور کیا نشان ہو گا - ص ۳۷

۳ - اس بندہ پر جو عنایات اللہ جلشانہ کی ہیں وہ سب نشان ہی ہیں - کیا یہ نشان نہیں کہ الہامی پیشگوئیوں کے بالمقابل آزمائش کے لئے کوئی اس عاجز کے سامنے نہیں آسکتا - اور اگر آوے تو خدا تعالیٰ اسے سخت ذلیل کریگا - ص ۳۷

نعمت اللہ ولی

۱ - آپ کا قصیدہ - ص الف - ج

۲ - ہمارے زمانہ سے ۹۴۷ برس پہلے ہندوستان میں گذرے ہیں - ص ۳

۳ - آپ کے مختصر حالات ص ۹

وفات مسیح

مسیحؑ کی وفات قرآن کریم و بخاری کی حدیث سے ثابت ہے - ابن عباسؓ توفی کے یہی معنے بیان کرتے ہیں - طبرانی اور حاکم بروایت حضرت عائشہؓ مسیحؑ کی ایک سو بیس برس عمر بتاتے ہیں - ص ۷

تمت